عمران سیریز

# سابولیٹ آگر

مظہر کلیم ایم اے

جمال پبلشرز — بوہڑ گیٹ ملتان



بلیک زیرو آج کل بے حد مصروف
تھا کیونکہ عمران دارالحکومت سے باہر تھا
اور دارالحکومت میں افراتفری مچی ہوئی تھی۔
وزارت خارجہ کی اہم ترین فائل چوری
ہو چکی تھی اور مجرموں کا ابھی تک کوئی
پتہ نہیں تھا۔ اعلیٰ سرکاری حلقوں میں
کھلبلی مچی ہوئی تھی سر سلطان اور سر
رحمان سے لے کر پریذیڈنٹ تک بے
چین تھے تمام محکموں کی امیدیں ایکسٹو

پر لگی ہوئی تھیں۔ ایکسٹو نے بھی وعدہ کیا ہوا تھا۔ عمران ایک ممکنہ سراغ پر کوشش کر رہا تھا جو ہو سکتا ہے غلط بھی ثابت ہو بلیک زیرو نے اپنے ماتحت شہر میں پھیلا دیئے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد ان کی رپورٹیں اس تک پہنچ رہی تھیں۔ ابھی تک کوئی قابل ذکر رپورٹ اس تک نہیں آئی تھی جسے وہ بنیاد بنا کر کوئی لائن آف ایکشن بناتا۔ اس وقت بھی وہ ٹیلیفون کے پاس بیٹھا انتہائی بے چینی سے صفدر کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ صفدر کو اس نے وزارت خارجہ کے دفتر میں سر سلطان سے کہہ کر بھرتی کرا دیا تھا کیونکہ اس کا خیال تھا فائل کی حفاظت کا زبردست سائنٹفک انتظام کیا گیا تھا لیکن مجرم ہر انتظام کا توڑ اپنے ساتھ لے کر آئے تھے وہ تو ان کی بدقسمتی تھی کہ وہ حیلہ بازی میں آخری لمحے میں مار کھا گئے کسی کو پتہ بھی نہ چلتا اور مجرم فائل لے کر چلتے بنتے۔ اس کا مطلب تھا کہ اس فائل کے انتظامات کا راز دفتر خارجہ سے ہی افشا ہوا تھا۔ اس کی دو صورتیں ممکن ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دفتر کا کوئی ملازم مجرموں کا ساتھی ہے یا مجرموں کو دفتر کے کسی ملازم کا تعاون حاصل ہے اس چیز کا پتہ چلانے کے لئے اس نے سر سلطان سے کہہ کر صفدر کو وزارت خارجہ کے دفتر میں سیکنڈ کلاس آفیسر بھرتی کرا دیا تھا۔ صفدر کی ذہانت سے اسے امید تھی کہ وہ بہت جلد یہ معلوم کرے گا کہ کیا صورتحال ہے۔

اچانک فون کی گھنٹی زور سے بجی بلیک زیرو نے چند لمحے رک کر رسیور اٹھا لیا۔

ایکسٹو۔

بلیک زیرو کی مخصوص آواز فضا میں گونجی۔

میں صفدر بول رہا ہوں جناب۔

صفدر کی آواز آئی۔

کیا بات ہے؟

جناب جہاں تک میں نے غور کیا ہے مجھے دفتر کا ایک آدمی مشکوک نظر آتا ہے۔

کون؟

سر ریکارڈ روم آفیسر مسٹر مظفر محمود۔

تمہیں کیا بات مشکوک معلوم ہوتی ہے۔

سر آج لنچ ٹائم کے دوران ایک غیر ملکی اس سے ملنے آیا میں نے نوٹ کیا کہ اس کی آمد سے مسٹر مظفر محمود کچھ بے چین سے ہو گئے۔ انہوں نے فوراً چاروں طرف اس انداز سے دیکھا جیسے معلوم کر رہے ہوں کہ کوئی ان کی طرف متوجہ تو نہیں میں کھسک گیا چنانچہ میں ان کی طرف پوری طرح متوجہ ہو گیا۔ مسٹر مظفر محمود اسے لے کر گیسٹ ہال کے ایک کونے میں چلے گئے اور پھر ان دونوں نے آہستہ آہستہ باتیں کرنا شروع کر دیں میں اٹھ کر باہر

برآمدے میں آگیا تاکہ جب وہ غیر ملکی گذرے تو میں اس غیر ملکی کا چہرہ بغور دیکھ سکوں۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ غیر ملکی گیسٹ ہال سے باہر نکلا وہ جب میرے پاس سے گذرا تو میں نے نوٹ کیا جیسے وہ میک اپ میں ہے یہ ٹھیک ہے کہ اس کا میک اپ بہترین تھا لیکن میری نگاہوں سے وہ چھپا نہ رہ سکا وہ ڈاکٹر اڈگر تھا وہ گیٹ سے باہر چلا گیا چونکہ میں ڈیوٹی پر تھا اس لئے بغیر اجازت دفتر سے باہر نہ جا سکتا تھا۔ ورنہ میں کم از کم اس کی کار کے نمبر ضرور نوٹ کر لیتا باقی ٹائم میں مسٹر مظفر محمود کو چیک کرتا رہا۔ میں نے نوٹ کیا کہ وہ کچھ بے چین سے ہیں۔ وہ اپنی بے چینی اور پریشانی کو دبانے کے لئے بہت کوشش کر رہے تھے لیکن وہ ایسا کرنے میں پوری طرح کامیاب نہ ہو رہے تھے آفس ٹائم ختم ہوتے ہی وہ فوراً دفتر سے باہر چل دیئے میں نے ان کا تعاقب کیا پہلے تو وہ سیدھے اپنی کوٹھی واقع ۲۲ کریسنٹ روڈ پر گئے آدھا گھنٹہ وہاں گذارنے کے بعد ان کی کار باہر نکلی اور پھر وہاں سے وہ سیدھے ہوٹل خیام میں پہنچے۔ اس وقت وہ ہال میں موجود ہیں اور میں ہوٹل سے باہر ایک پبلک بوتھ سے آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں۔

ویری گڈ۔

صفدر تم میری امیدوں پر پورے اترے۔

تمہاری رپورٹ بہت اہم ہے تم نے آفس میک اپ میں اٹنڈ کیا تھا۔

جی ہاں جناب۔ صفدر نے جواب دیا۔

تو ایسا کرو میک اپ اتار کے ہال میں جاؤ اور مظفر محمود کی نگرانی کرو میرا خیال ہے کہ مسٹر مظفر محمود وہاں ڈاکٹر اڈگر کے انتظار میں گئے ہیں میں تنویر کو بھی وہیں بھیج دیتا ہوں جو تم سے الگ ہو کر اس غیر ملکی کا تعاقب کرے گا البتہ رپورٹ واچ ٹرانسمیٹر پر مجھے دینا۔

اوور اینڈ آل۔ بلیک زیرو نے یہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

صفدر نے واقعی اہم رپورٹ دی تھی کم از کم کوئی لائن آف دی ایکشن بننے کی صورت تو نظر آئی تھی۔

چند لمحے ٹھہر کر اس نے جولیا کے نمبر ڈائل کئے۔

دوسری طرف سے جولیا نے فوراً رسیور اٹھا لیا۔

اٹ از جولیا سر۔ جولیا کی آواز آئی۔

ایکسٹو۔ بلیک زیرو نے کہا۔

یس سر۔

جولیا تنویر کی ڈیوٹی فوراً ہوٹل خیام میں لگاؤ وہاں صفدر موجود ہے وہ ایک شخص کا تعاقب کرتا ہوا وہاں گیا ہے۔ اس شخص نے ایک غیر ملکی وہاں ملنے کے لئے آئے گا تنویر کو اس کی نگرانی کرنی ہو گی اور غالباً ڈاکٹر

اڈگر کی رپورٹ مجھے واچ ٹرانسمیٹر پر دینی ہو گی ۔ وہ صفدر سے وہاں آشنائی ظاہر نہیں کرے گا ۔ صفدر اسے اشارے سے مطلوبہ غیر ملکی بتا دے گا۔

اوکے سر۔

اوور اینڈ آل ۔ بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

اس کا پروگرام تھا کہ وہ خود بھی ہوٹل خیام پہنچے اور صورتحال کا اندازہ کرے اس لئے اس نے رپورٹ واچ ٹرانسمیٹر پر دینے کا حکم دیا تھا وہ سر پہ ہیٹ رکھ کر دانش منزل سے باہر آ گیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل خیام کی طرف بھاگنے لگی۔



عمران کیپٹن شکیل اور جوزف روبیا کے ساتھ اٹھ کر کمرے سے باہر آ گئے اور پھر وہ چاروں چلتے ہوئے ایک اور چھوٹے سے کمرے میں چلے گئے روبیا نے وہاں جا کر ایک کونے میں تین بار مخصوص طرز سے دیوار کھٹکھٹائی تو کمرے کا فرش ایک کونے سے ہٹ گیا عمران نے آنکھیں جھپکائیں اسے خفیہ میکنزم کا یہ طریقہ بہت پسند آیا تھا۔

آدم میرے ساتھ۔ روپانے پیچھے بنی ہوئی سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہوئے کہا۔

اور وہ تینوں اس کے پیچھے چل پڑے دس بارہ سیڑھیاں گزرنے کے بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک بہت بڑی میز پڑی ہوئی تھی۔ اس کے گرد کافی ساری کرسیاں رکھی ہوئی تھیں یہ کوئی میٹنگ روم معلوم ہوتا تھا۔ وہ چاروں کرسیوں پر بیٹھ گئے

اچھا مسٹر جیگر میں آپ کا ٹسٹ لینا چاہتا ہوں۔

یہ کہہ کر روپانے میز کی دراز کھولی اور ایک چھوٹا سا فوٹو نکال کر میز پر رکھ دیا فوٹو کی پشت اوپر تھی اس آدمی کو گرفتار کرنا ہے۔

اس کا معاوضہ

کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

اس کا معاوضہ آپ کو ایڈوانس مل جائے گا۔ میرے خیال میں پچاس ہزار کافی ہیں۔

ٹھیک ہے۔

کیپٹن شکیل نے کہا۔

اور روپانے وہ فوٹو کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اور جوزف کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔

کیپٹن شکیل نے وہ فوٹو دیکھا۔ وہ فوٹو عمران کا تھا۔ لیکن فوٹو دیکھ کر اس کے چہرے پر کوئی تاثر پیدا نہیں۔ اس نے لاپرواہی سے فوٹو عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران اپنا فوٹو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے چونکا لیکن پھر لاپرواہ بن گیا۔

جوزف نے بھی ایک جھلک عمران کے فوٹو کی دیکھ لی۔ لیکن وہ چپ بیٹھا رہا۔

آپ اس شخص کو جانتے ہیں۔

روپا جس نے عمران کو چونکتا دیکھ لیا تھا عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

جی جی۔

ہاں یہ میرے ساتھ بچپن میں گولیاں کھیل چکا ہے۔

عمران دوبارہ اپنی عادت پہ آگیا۔

کیا مطلب!

اس بار روپا چونک پڑا۔

مطلب۔ مطلب صاف ہے۔

عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ کیوں کہ اسے فوراً احساس ہو گیا کہ اس وقت پوزیشن نازک ہے روپا کو مشکوک ہونے

کا کوئی موقعہ نہیں دینا چاہیے۔
لیکن روپا کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔
مسٹر ٹائیگر کا مطلب ہے کہ وہ اس شخص کو اچھی طرح جانتے ہیں۔
کون ہے یہ۔
روپا نے اشتیاق سے سوال کیا۔
مسٹر روپا اس کا نام علی عمران ہے اور یہ ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا بیٹا ہے اور کبھی کبھی پولیس کے لیے کام کرتا ہے۔
شکیل نے جواب دیا۔
بہت خوب بہت خوب۔ میں آپ کی معلومات کی داد دیتا ہوں۔ روپا نے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔
اسے کیا کرنا ہے کیا گولی مارنی ہے کیپٹن شکیل نے ایسے لہجے میں پوچھا جیسے کسی مکھی کو پیر تلے کچلنا ہو۔
جوزف کو کیپٹن شکیل کا رویہ ایک بار پھر ناگوار گزرا لیکن وہ خون کے گھونٹ پی کر چپکا ہو رہا۔ اس نے تلخی کم کرنے کے لئے برانڈی کی بڑی بوتل نکالی اور کارک اڑا کر اسے منہ سے لگا لیا اور اس وقت چھوڑا جب وہ پوری طرح خالی ہو گئی۔ اسے کافی دیر سے طلب محسوس ہو رہی تھی روپا اس کی طرف متوجہ ہو گیا وہ جوزف کو شراب پیتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ جوزف نے خالی بوتل کو فرش پر پھینکتے ہوئے کوٹ کی جیب سے دوسری بوتل نکالی اور چند منٹ بعد اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلی بوتل کا ہو چکا تھا۔ روپا کی آنکھیں حیرت سے پھٹ رہی تھیں۔
آپ بہت شراب پیتے ہیں۔
اس نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
اس کی بات چھوڑو۔ یہ سارا دن شراب ہی پیتا رہتا ہے عمران نے کہا۔
روپا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کیپٹن شکیل کی طرف متوجہ ہو گیا۔
مسٹر جیگر یہ شخص ہمارے لئے مدت سے وبال جان بنا ہوا ہے انتہائی چست اور چالاک آدمی ہے۔ کسی صورت میں قابو نہیں آتا۔ اگر آپ اسے زندہ گرفتار کر کے دیں تو میں آپ کو آپ کے شایان شان کام دے سکوں گا یہ میرا فیصلہ ہے۔
کیوں نہ اسے گولی مار دی جائے۔
کیپٹن شکیل نے دوبارہ کہا۔
نہیں میں اسے سسکا سسکا کے مارنا چاہتا ہوں۔
روپا نے کہا۔
او۔کے۔ مسٹر روپا۔ میرے خیال میں ہم کل اسے زندہ گرفتار کر کے آپ کے پاس پہنچا دیں گے۔

کیپٹن شکیل نے روپا سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کام کو آسان نہ سمجھیے۔ روپا نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

آپ پھر میری توہین کر رہے ہیں یہ کیا چیز ہے آپ کہیں تو میں معو

معاوضے پر صدر کو بھی گرفتار کر کے لا سکتا ہوں۔ کیپٹن شکیل نے نخوت

سے کہا۔

اوکے۔ مجھے خوشی ہوگی۔ روپا نے کہا اور پھر دراز کھول کر نوٹوں کی گ

نکال کر کیپٹن شکیل کے حوالے کر دی۔

کیپٹن شکیل نے لاپرواہی سے وہ گڈی اٹھا کر اوور کوٹ کی جیب میں ڈ

آپ کے لیے کچھ منگواؤں۔ روپا نے پوچھا۔

نہیں آپ ہمیں اجازت دیں۔ ہمیں ابھی اسے تلاش بھی کرنا ہے۔

اوکے وش یو گڈ لک فرینڈز۔

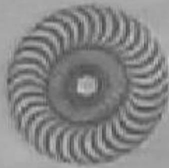
روپا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور وہ چاروں اٹھ کھڑے ہوئے تہہ خانے سے باہر نکل کر وہ اس کر

میں آئے اور ایک راہداری سے گزرتے ہوئے کیفے کے مین گیٹ سے

باہر آ گئے۔





فیاض نے کار دفتر کے آگے روکی
اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا سر رحمان کے
دفتر کی طرف چل دیا سر رحمان اس کے
انتظار میں ہی تھے جیسے ہی چپڑاسی نے
فیاض کی آمد کی اطلاع دی انہوں نے
فوراً اندر بلا لیا فیاض نے محسوس کیا
کہ سر رحمان کا موڈ بری طرح آف ہے
انہوں نے فیاض کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

فیاض کرسی پر بیٹھ گیا۔

سر رحمان زیر مطالعہ فائل بند کر کے

میز کی دراز میں رکھی اور فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

یہ کیا حرکت تھی؟

جناب مجھے شک تھا کہ انہوں نے مجھ پر گولی چلائی تھی۔

تمہارا دماغ خراب۔ بھلا سر دانا جیسے معزز آدمی کو کیا ضرورت تھ کہ وہ تم پر گولیاں چلاتا پھرے۔

فیاض کیا جواب دیتا۔ خاموش ہو رہا۔

فائرنگ کیس کا کیا بنا۔ میں نے تمہیں ایک ہفتے کا وقفہ دیا تھا میرے خیال میں آج ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔

سر رحمان نے پوچھا۔

سر میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں۔

فیاض نے آہستہ سے کہا۔

فیاض دیکھو تمہاری سستی یا کم عقلی کی وجہ سے میرا محکمہ بدنام ہو رہا ہے۔ بہت کم کیس ہم نے حل کئے ہیں میں نے تمہیں ایک ہفتے کا ٹا اس لئے دیا تھا تاکہ تم ایک ہفتہ کے اندر کیس حل کر لو۔ کیوں کہ مجھے شک تھا کہ اگر ایک ہفتے کے اندر کیس حل نہ ہوا تو وہ وزارت خارجہ کی سیکرٹ سروس میں چلا جائے گا اور وہی ہوا لیکن میں نے بڑی مشکل سے ایک ہف کی اور مہلت لی ہے اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم اس دوسرے ہفتے میں ک



کرتے ہو۔ یہ سوچ لو کہ اگر اس ہفتہ کیس حل نہ ہوا تو میں استعفیٰ دے دوں گا اور میرے ساتھ تمہیں بھی استعفیٰ دینا پڑے گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے چاہے کچھ کر لو مجھے ایک ہفتے کے اندر اندر مجرم چاہئیں۔

بہتر جناب۔

فیاض نے آہستہ آواز میں کہا۔

اب جا سکتے ہو۔ سر رحمان نے ایک اور فائل ٹرے سے نکالتے ہوئے کہا۔

اور فیاض سیلوٹ کر کے دفتر سے باہر آ گیا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر کار کا رُخ عمران کے فلیٹ کی طرف ہو گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں نہیں تھا۔ فیاض کا موڈ بری طرح آف تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ آج کیا کرے آج کل عمران بھی غیر حاضر تھا۔ وہ فیصلہ نہ کر سکا کہ اب کہاں جائے اس کی کار ادھر ادھر مختلف سڑکوں پر چکراتی پھر رہی تھی۔ اور وہ کیس کی گتھیاں سلجھانے میں محو تھا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ ایک سبز رنگ کی کار دفتر سے برابر اس کا تعاقب کر رہی ہے اچانک فیاض کی کار کا رُخ ساحل سمندر کی طرف ہو گیا شاید وہ ذہنی یکسوئی کے لئے ساحل سمندر پر کچھ تفریح کرنا چاہتا تھا ساحل سمندر کی طرف جانے والی یہ سڑک عموماً سنسان رہتی تھی۔ اچانک فیاض چونک

پڑا کیوں کہ اسے پیچھے سے ہارن کی آواز سنائی دی سبز رنگ کی کار اس کی گاڑی کے بالکل پیچھے تھی۔ اس نے اپنی گاڑی سائڈ پر کر لی۔ سبز رنگ کی کار تیزی سے اس کی کار کو کراس کرتی ہوئی آگے نکل گئی۔ اور پھر فیاض کو پوری قوت سے بریک دبانے پڑے ورنہ ایکسیڈنٹ ناگزیر تھا کراس کرنے والی سبز رنگ کی کار سڑک پر ترچھی ہو گئی تھی فیاض کے ذہن میں ایک لفظ ابھرا "خطرہ" لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی فیصلہ کرتا سبز رنگ کی کار سے دو آدمی ہاتھوں میں ریوالور تھامے بڑی تیزی سے اس کی کار کے قریب آئے اور پھر فیاض کی کار کی دونوں کھڑکیوں سے ریوالور کی نالیں نظر آنے لگیں۔

نیچے اترو۔ ایک آدمی کی بھاری بھرکم آواز آئی۔

یہ کیا حرکت ہے۔

فیاض اب قدرے سنبھل گیا۔

جلدی کرو۔ نیچے اترو۔ ورنہ گولی کسی سپرنٹنڈنٹ کا لحاظ نہیں کرتی۔

یہ کہہ کر ریوالور والے نے کار کا دروازہ جھٹکے سے کھول دیا۔ اب فیاض کے نیچے اترنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا وہ ہاتھ اونچے کئے نیچے اترا اور پھر وہ دونوں اسے کور کرتے ہوئے سبز رنگ کی کار کے قریب لے آئے کار کا دروازہ کھلا اور فیاض ریوالور کے دباؤ کے نتیجے میں پچھلی

سیٹ پر بیٹھ گیا بیٹھنے سے پہلے ایک شخص نے فیاض کے ہولسٹر سے اس کا سروس ریوالور نکال لیا۔

ایک ریوالور والا اس کے قریب بیٹھ گیا اور دوسرا فیاض کی کار کی طرف چل پڑا۔

آپ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ فیاض نے ساتھ والے سے پوچھا۔

خاموش بیٹھے رہیں اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

اور فیاض خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

سبز کار تیزی سے چلی۔ اب اس کا رخ شہر کی طرف تھا۔ فیاض نے مڑ کر دیکھا۔ اس کی کار بھی پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔ مجرموں کا کوئی ساتھی اسے چلا رہا تھا شہر کے قریب آ کر کار رک گئی۔ اور پھر ڈرائیور نے کار کا دروازہ کھولا اور فیاض کو نیچے اترنے کے لئے کہا۔ فیاض جیسے ہی نیچے اترا ڈرائیور نے اس کے دونوں ہاتھ رسی سے پیچھے باندھ دیئے اور پھر ایک سیاہ پٹی اس کی آنکھوں پر باندھ دی گئی اسے دوبارہ کار میں بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔ فیاض نے سوچا شاید شہر میں کسی سپاہی کی نظر اس پر پڑے اور پٹی بندھی دیکھ کر وہ کار کا تعاقب کرے لیکن اسے معلوم نہیں ہوا کہ اب کہ کار کی کھڑکیوں پر پردے کھینچ دیئے گئے تھے۔ کافی دیر بعد کار رکی اور سوپر فیاض کو نیچے اتارا گیا ریوالور کا دباؤ اب بھی اس کی پسلیوں پر موجود تھا۔ ایک شخص اس کا بازو پکڑے

اسے مختلف کمروں سے پھراتا ہوا ایک ہال کمرے میں لے گیا۔ وہاں جا کر اسے ایک ستون سے باندھ دیا گیا اور پھر اس کی آنکھوں سے پٹیاں کھول دی گئیں۔

جیسے ہی اس نے آنکھوں سے پٹیاں کھلیں اس نے دیکھا کہ وہ ایک ہال کمرے میں ہے۔ جس میں ایک شخص منہ پر نقاب ڈالے کرسی پر بیٹھا ہے باقی وہی لوگ تھے جو اسے لے آئے تھے۔

کرسی پر بیٹھا ہوا نقاب پوش اٹھ کھڑا ہوا وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا اس کی آنکھیں نقاب کے اندر سے چمک رہی تھیں۔

تم سپرنٹنڈنٹ فیاض ہو۔

اس نے غراتے ہوئے پوچھا۔

ہاں۔

فیاض نے مختصر سا جواب دیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ لوگ اسے کیوں پکڑ کر لے آئے ہیں اور کون ہیں۔ کیا یہی نارکنگ کیس والے ملزم ہیں۔

تم علی عمران کو جانتے ہو۔

اس نقاب پوش نے دوسرا سوال کیا۔

اور فیاض چونک پڑا۔ ایک لمحے کے لئے حیران رہ گیا اور پھر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تم اس کا پتہ بتلا سکتے ہو؟ اب نقاب پوش کی آواز میں نرمی آ گئی تھی۔

تمہیں اس سے کیا کام ہے؟

فیاض نے پوچھا۔

اس سے تمہارا کوئی مطلب نہیں۔

اس نے جواب دیا۔

تو پھر میں اس کا پتہ نہیں بتلا سکتا۔

دیکھو تم ضد نہ کرو۔ اس کا پتہ بتلا دو ورنہ میں سختی پر مجبور ہو جاؤں گا۔ نقاب پوش کی آواز اب بھی نرم تھی۔

جب تک تم اس سے کام نہیں بتلاؤ گے میں اس کا پتہ نہیں بتاؤں گا۔ فیاض کے لہجے میں سختی نمایاں تھی۔

ہمیں اس سے ایک ضروری کام ہے ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں۔

وہ ضروری کام کیا ہے۔

یہ نہیں بتایا جا سکتا۔

تو پھر اس کا پتہ بھی نہیں بتایا جا سکتا۔ فیاض نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

ہوں۔

نقاب پوش کے لہجے میں غراہٹ دوبارہ عود کر آئی۔ اس نے پاس کھڑے ہوئے ایک آدمی کو اشارہ کیا وہ باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سرنج

لئے اندر داخل ہوا سرنج میں کوئی سرخ رنگ کا سیال بھرا ہوا تھا۔

یہ دیکھو اس سیال کو غور سے دیکھ لو اس کے جسم میں جاتے ہی تم سب کچھ صحیح صحیح بتا دوگے اس سے جو حشر تمہارا ہوگا۔ اس کا تم زندگی بھر تصور بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ بہتر یہی ہے کہ تم پہلے بتا دو۔

تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر لو۔

فیاض نے مضبوط لہجے میں کہا۔

او۔ کے۔

نقاب پوش نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے جھٹکے سے فیاض کی قمیض بازو سے پھاڑ ڈالی فیاض بندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے مجبور تھا۔ وہ کسمسا کر رہ گیا۔

نقاب پوش نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر سرنج کی سوئی فیاض کے بازو میں گھونپ دی۔ سرخ رنگ کا سیال آہستہ آہستہ اس کے بازو میں جانے لگا۔ فیاض کو ایسے محسوس ہوا جیسے اسے نیند آ رہی ہو اس کی پلکیں بوجھل ہونے لگیں۔ اسے سکون سا محسوس ہونے لگا وہ حیران تھا کہ یہ کیسی سزا ہے نقاب پوش نے سوئی باہر کھینچ لی تھی۔ اور اب بغور فیاض کو دیکھنے لگا۔ ایک سیکنڈ بعد فیاض کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے چہرے پر خارش ہو رہی ہے اس نے بے اختیار ہاتھ سے کھجلانا چاہا لیکن ہاتھ بندھے ہوئے



تھے۔ وہ تلملا کر رہ گیا اب خارش شدت اختیار کرتی جا رہی تھی اب اس کے سارے جسم میں کھجلی سی شروع ہو گئی تھی۔ فیاض نے ہاتھ کھلوانے کے لئے زور لگانا چاہا۔ لیکن ہاتھ مضبوطی سے بندھے ہوئے تھے خارش بڑھتی جا رہی تھی۔ فیاض سخت تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ تکلیف کی شدت کی وجہ سے اس کو پسینے آ گئے پھر تکلیف ناقابل برداشت ہو گئی۔ اس کا سارا خون سمٹ کر اس کے چہرے پر آ گیا پھر تکلیف کی شدت سے اس کی چیخ نکل گئی۔ سارے جسم میں شدید خارش ہو رہی تھی۔ اور وہ کھجلانے سے مجبور تھا۔ پھر اس کے حلق سے لگاتار چیخیں نکلنے لگیں اور وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگا

خارش بڑھتی جائے گی میرے دوست۔

نقاب پوش نے اطمینان سے کہا۔

اور فیاض کا دل چاہا کہ اس نقاب پوش کی گردن مروڑ دے۔ وہ تڑپ رہا تھا چیخ رہا تھا اور سب لوگ اطمینان سے کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔

بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔ فیاض کی زبان سے آخرکار یہ جملہ بے اختیار نکل گیا۔

بتا دو۔ نقاب پوش نے اطمینان سے کہا۔

پہلے یہ خارش ختم کرو۔

جب تک تم سب کچھ نہیں بتلا دو گے یہ خارش ختم نہیں ہو سکتی۔

لیکن میں مر رہا ہوں میری آواز نہیں نکلتی۔ فیاض نے چیخوں کے درمیان کہا۔

کچھ بھی ہو جب تک بتاؤ گے نہیں یہ خارش بڑھتی جائے گی نتیجہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔

اور پھر مجبور ہو کر فیاض نے عمران کے فلیٹ کا پتہ بتلا دیا۔

یہ تو ہم بھی جانتے ہیں یہ بتاؤ آج کل وہ کہاں ہے۔

نقاب پوش نے کہا۔

یہ تو میں بھی نہیں جانتا۔

تو پھر بھگتو۔

نقاب پوش نے اطمینان سے کہا۔

میں سچ بتا رہا ہوں میں آج کل اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا مجھے خود اس کی تلاش ہے۔

نہیں تم اچھی طرح اس کے متعلق جانتے ہو۔ نقاب پوش نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

میں سچ کہہ رہا ہوں۔ فیاض نے کرب آمیز لہجے میں کہا اور نقاب پوش کو اس کی آنکھوں میں سچائی کی جھلکیاں دکھائی دیں۔

او۔ کے۔ اس نے ساتھ والے آدمی کو اشارہ کیا وہ فوراً باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ اندر آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک گلاس تھا جس میں زرد رنگ کا سیال تھا اس نے وہ گلاس فیاض کے منہ سے لگا دیا۔ فیاض نے تڑپتے ہوئے وہ پی لیا جیسے ہی وہ سیال فیاض کے حلق سے نیچے اترا فیاض کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے جسم پر برف پڑ گئی ہو۔ کھجلی بالکل غائب ہو گئی۔ اور وہ بے دم سا ہو گیا۔

اسے کھولو اور روم نمبر تین میں بند کر دو۔ نقاب پوش نے ایک آدمی سے کہا اس کے متعلق کل باس کوئی فیصلہ کرے گا۔ اور خود کمرے سے باہر چلا گیا۔

لگی ہوئی لوذج پر جاکر کھڑی ہوگئی۔ کار کا دروازہ کھلا اور ایک سیاہ پوش ہاتھ میں فائل اٹھائے اندر داخل ہوگیا۔ لمبا سا کاریڈور پار کرکے وہ آخر کونے میں واقع کمرے کے سامنے جاکر رک گیا دروازہ بند تھا اس نے تین بار دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ دروازہ بے آواز طور پر کھل گیا کمرے کے وسط میں ایک میز موجود تھی جس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک پر ایک نقاب پوش موجود تھا۔ اندر آنے والے سیاہ پوش نے ادب سے سلام کیا اور پھر بڑے مودبانہ طریقے سے فائل پہلے سے موجود نقاب پوش کے سامنے رکھ دی۔

ے آئے ہو۔

نقاب پوش کی گرجدار آواز کمرے میں گونجی۔

لیس سر۔ اس نے مودبانہ طور پر جواب دیا۔

بیٹھو۔ نقاب پوش نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، اس وقت اس کی آواز میں قدرے نرمی آگئی تھی۔

پھر نقاب پوش نے فائل پر لگی ہوئی مہریں چیک کیں سب مہریں بدستور موجود تھیں۔ اس نے جلدی سے وہ مہریں توڑ دیں اور پھر فائل کا فیتہ کھول کر فائل کھول دی۔ فائل میں موجود کاغذات کو دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں وہ جلدی جلدی فائل کی ورق گردانی کرنے لگا ایک منٹ بعد اس نے



کوٹھی کے گیٹ پر آکر ایک کار رکی ت
باہر کھڑا ہوا چوکیدار ہوشیار ہوگیا وہ تیز
سے چلتا ہوا ڈرائیور کے نزدیک آیا اس
سے جھکے سے ایک لفافہ سا پولیٹ ڈر
کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے غیر ملکی نے کہ
آگے۔ اور پھر ڈیشن بورڈ سے ایک کا
نکال کر چوکیدار کو دے دیا۔ کارڈ پر
کھوگھے کا نشان بنا ہوا تھا چوکیدار کا
دیکھتے ہی اٹین شن ہوگیا اس نے پک
کر کوٹھی کا گیٹ کھولا اور کار تیزی سے

فائل بند کرتے ہوئے اطمینان کی طویل سانس لی۔

ویری گڈ۔

نقاب پوش نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور فائل لے آنے والے س
پوش کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا

باقی ساتھی کہاں ہیں۔

نقاب پوش نے کہا۔

وہ آرہے ہیں سر۔ سیاہ پوش نے ادب سے جواب دیا۔

اتنے میں کمپاؤنڈ میں کاریں رکنے کی آوازیں آئیں۔

وہ آگئے ہیں سر۔ سیاہ پوش نے ادب سے کہا

کتنے ساتھی کام آئے!

میرے خیال میں تین یا چار۔ سیاہ پوش کا لہجہ بیحد مؤدبانہ تھا۔

اوکے۔ تم سب لوگ آرام کرو۔ تم نے جو کارنامہ انجام دیا ہے اس
پورا پورا صلہ تم کو دیا جائے گا۔

تھینک یو سر۔

سیاہ پوش نے کھڑے ہو کر کہا اور پھر سلام کرتا ہوا وہ دروازہ کھول کر
کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد نقاب پوش نے اٹھ کر دروازے کی ا

سے کنڈی لگائی اور پھر پلٹ کر ایک الماری کی طرف بڑھا اس نے الماری کھولی اس میں کپڑے بھرے ہوئے تھے اس نے الماری کی سائڈ میں لگی ہوئی ایک کھونٹی کو ہلکے سے کھینچا۔ الماری کا وہ تختہ جس پر کپڑے لٹک رہے تھے آہستہ سے گھوم گیا اب جو تختہ سامنے آیا اس کے ایک خانے میں ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اس میں لگا ہوا ایک سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ سائیں سائیں کی آوازیں گونجنے لگیں

ہیلو ہیلو۔ مارٹی اسپیکنگ۔

وہ ایک منٹ تک بار بار یہی فقرہ دہراتا رہا وہ اچانک سائیں سائیں کی آواز آنی بند ہو گئی۔ اور سبز رنگ کے بلب کے ساتھ ایک زرد رنگ کا بلب بھی جل اٹھا۔

ہیلو۔ ہو از دیر۔

ٹرانسمیٹر کے مائیکروفون سے ایک کرخت آواز گونجی۔

مارٹی اسپیکنگ سر۔ نقاب پوش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

کوڈ نمبر۔ ٹرانسمیٹر سے آنے والی کرخت آواز دوبارہ گونجی۔

نمبر ٹو فور ون سابولیٹ اگر۔ نقاب پوش جس کا نام مارٹی تھا بولا۔

یس۔ کیا رپورٹ ہے؟

سر آپریشن زیرو فور کامیاب ہو گیا۔

ویری گڈ فائل تم نے دیکھ لی۔

یس سر۔ صحیح فائل ہے۔

اوکے۔ اسے میرے پاس بھجوا دو۔

سر ابھی پورے ملک میں سی آئی ڈی اور پولیس اس فائل کی تلاش میں لگی ہوگی۔

مارٹی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

کیا میں سمجھ لوں مارٹی کہ تم بزدل ہو گئے ہو۔ آواز میں کرختگی شدت اختیار کر گئی

تو باس میں حفاظت کے خیال سے کہہ رہا تھا۔

نقاب پوش کی آواز گونجی۔

مجھے کمزوری کی ہر گز پسند نہیں آئندہ ایسی بات مت کرنا تم ایسا کرو نمبر ٹو دن سکس کے حوالے فائل کر دو مجھ تک پہنچ جائے گی۔ باس نے جواب دیا۔

او۔ کے سر یس فائل ابھی اسے پہنچا دیتا ہوں۔

اوکے اوور اینڈ آل۔ اور اس کے ساتھ ہی سُرخ رنگ کا بلب بجھ گیا۔ سائیں سائیں کی آواز دوبارہ آنے لگی۔ نقاب پوش نے ایک لمحہ انتظار کیا۔ پھر بٹن بند کر دیا سبز رنگ کا بلب بھی بجھ گیا اس نے الماری میں لگی ہوئی



اسی کھونٹی کو دوبارہ کھولا اور تختہ گھوم گیا۔ اب سامنے دوبارہ کپڑے لٹک رہے تھے۔ اس نے الماری بند کر دی نقاب اتار کر سوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ اور پھر میز کی دراز سے ایک ہینڈ بیگ نکالا فائل اٹھا کر اس میں رکھی اور ہینڈ بیگ کو تالا لگا کر دروازے کی طرف مڑا۔ اس نے کھڑکی کھولی اور باہر نکل آیا کاریڈور پار کر کے وہ پورچ میں کھڑی ہوئی سیاہ رنگ کی کار کی طرف آیا۔ اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا کار ہلکی آواز میں سٹارٹ ہوئی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی گیٹ کی طرف آئی چوکیدار نے جلدی سے گیٹ کھولا اور کار سڑک پر پہنچ گئی اب اس کی رفتار انتہائی تیز تھی



عمران، کیپٹن شکیل اور جوزف کی کار انہیں لئے دارالحکومت پہنچ چکی تھی عمران نے جوزف کو دانش منزل چلنے کا حکم دیا اور چند ہی لمحوں بعد کار دانش منزل میں پہنچ چکی تھی۔ وہ تینوں تیزی سے چلتے ہوئے ڈرائینگ روم میں آ پہنچے۔

جوزف تم دروازے پر پہرہ دو۔ عمران نے جوزف کو کہا اور جوزف دروازے سے باہر نکل آیا۔

اب عمران نے ڈرائینگ روم کی میز کے خفیہ خانے سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس سے آواز ابھری۔

ایکسٹو سپیکنگ۔ ایکسٹو کی مخصوص آواز آئی۔

میں عمران بول رہا ہوں جناب۔

عمران کا لہجہ مودبانہ تھا۔

ادھر بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران کے ساتھ کیپٹن شکیل موجود ہے اسی لئے عمران مودبانہ لہجے میں جواب دے رہا ہے۔

کیا رپورٹ ہے؟ ایکسٹو کی آواز قدرے کرخت ہو گئی۔

سر ہم نے مدیا پر جال ڈال دیا ہے اور اس نے ہمیں گروہ میں ملانے کے لئے ایک شرط لگائی ہے۔ عمران رک گیا۔

رکو مت میں سن رہا ہوں۔

جناب اس نے کہا کہ ہم عمران کو گرفتار کر کے اس کے حوالے کر دیں تب ہی وہ ہمیں اپنے گروہ میں شامل کرے گا۔

پھر کیا ارادہ ہے۔

سر میری ایک تجویز ہے کہ صدیقی کو میرا میک اپ کر کے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے۔

تجویز قبول ہے میں صدیقی کو ابھی بھیجتا ہوں اور کوئی بات ایکسٹو کے

لہجے میں نرمی آگئی تھی۔

ایک اور بات ہے جناب۔ عمران نے قدرے رکتے ہوئے کہا۔

کیا بات ہے بولو۔ ایکسٹو کی آواز بہت نرم تھی۔

سر ایک تولہ بادام روغن چاہیئے۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو آنکھ مارتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل اس کی شرارت پر مسکرا دیا۔

کیا مطلب؟

ایکسٹو کی آواز میں غصے کی بجائے حیرت نمایاں تھی۔

مسٹر صدیقی کے سر پر مالش کرنے کے لئے۔

اور ایکسٹو کا قہقہہ فضا میں گونج اٹھا کیپٹن شکیل نے ایکسٹو کا قہقہہ پہلی بار سنا تھا۔ عمران واقعی عجیب تھا وہ کہیں مذاق کرنے سے نہیں چوکتا تھا۔

میں سمجھ گیا۔ عمران لیکن صدیقی ذہین ہے اسے بادام روغن کی ضرورت نہیں۔ ایکسٹو کی آواز سنجیدہ تھی۔

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ عمران نے ہلکی آواز میں کہا۔

تم نے کیا کہا۔

کچھ نہیں سر میں شکیل سے ذرا چونچ لڑا رہا تھا۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

اور ٹرانسمیٹر بند ہو گیا۔ عمران نے اس کا بٹن بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھا۔ اور خود کیپٹن شکیل کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

عمران صاحب آپ کو مان گئے۔ آپ باس سے بھی مذاق کر لیتے ہیں۔

ارے میں کوئی اس چوہے سے ڈرتا ہوں۔ عمران نے بازو کے پٹھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل ہنس پڑا۔

جوزف اندر آجاؤ اب پہرے کی ضرورت نہیں۔

عمران نے زور سے ہانک لگائی اور دروازہ کھول کر اندر آگیا وہ بھی عمران کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا اس نے بیٹھتے ہی جیب سے شراب کی بوتل نکالی اس کا کاک اٹھایا اور بوتل منہ سے لگالی اور اسے اس وقت ہٹایا جب وہ بالکل خالی ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے دوسری بوتل نکالی اور اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلی کا ہوا تھا کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں حیرت کا عنصر جھلک رہا تھا۔

ارے ارے بس کرو کیوں میرا کباڑہ کر رہے ہو۔ آج کل شراب ویسے بھی مہنگی ہو گئی ہے۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

باس مجھے شراب پیتے وقت مت روکا کرو۔ شراب مہنگی ہو گئی تو اب میں اس کے بدلے پانی پینے سے تو رہا۔ جوزف نے مسکین صورت بناتے ہوئے کہا۔

کاش تم شراب پینے کی بجائے پانی پیتے تو کتنا اچھا ہوتا عمران نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا۔

باس اگر میں شراب کی بجائے پانی پیتا ہوتا تو اب تک مر چکا ہوتا

ارے تو کیا ہم مر گئے ہیں۔

عمران نے غصہ سے بھرپور لہجے میں کہا۔

باس تم گریٹ آدمی ہو تمہارا اور میرا کیا مقابلہ۔

جوزف کا لہجہ خوشامدانہ تھا۔

بس بس مکھن مت لگاؤ عمران نے کہا اور شکیل ہنس پڑا۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور صدیقی اندر آ گیا لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹھک گیا کیوں کہ کمرے میں بیٹھی ہوئی تینوں صورتیں اس کے لئے اجنبی تھیں۔

کون ہو تم صدیقی نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

پہلے آپ اپنا تعارف کرائیے۔ عمران کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں کون ہو تم جلدی بتاؤ

صدیقی نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

ہمیں ایکسٹو نے بلایا ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

صدیقی ایک اجنبی آدمی کی زبان سے ایکسٹو کا نام سن کر چونک پڑا۔

کیپٹن شکیل نے درمیان میں دخل دیتے ہوئے کہا۔

صدیقی آرام سے بیٹھ جاؤ۔ میں شکیل ہوں۔ یہ عمران صاحب ہیں اور تمہارے سامنے جوزف بیٹھا ہوا ہے کیپٹن شکیل نے وضاحت بیان کرتے ہوئے کہا۔ اور صدیقی شرمندہ ہو کر صوفے پر بیٹھ گیا اس نے ریوالور دوبارہ اپنی جیب میں رکھ لیا

یار شکیل دو منٹ تو خاموش رہتے۔ صدیقی صاحب کو ڈرنا اور گرم ہو جانے دیتے۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو مخاطب ہو کر کہا۔

عمران صاحب خواہ مخواہ وقت ضائع ہوتا۔

شکیل نے جواب دیا۔

صدیقی آؤ تمہارا میک اپ کروں تم نے میرا رول کرنا ہے۔

عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اور صدیقی سعادت مندی سے اٹھ کھڑا ہو شاید ایکسٹو نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔

عمران نے صدیقی کو کونے والی ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اور پھر الماری سے میک اپ کا سامان نکال کر اس پر اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ میک اپ پلاسٹک کا تھا اس لئے صدیقی کے منہ سے ہلکی ہلکی سسکیاں نکل رہی تھیں۔ آدھے گھنٹے بعد صدیقی کی بجائے وہاں عمران کھڑا ہوا تھا۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر صدیقی کے حوالے کر دیا

اور کہا ........... اب میری آواز میں کوئی فقرہ بولو۔

عمران صاحب آپ نے کمال کر دیا۔

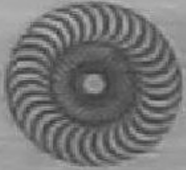
صدیقی نے آئینے میں اپنی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

آواز اور لہجہ بالکل عمران کا تھا۔

عمران نے اطمینان کی لمبی سانس لی۔

او کے تم پاس ہو گئے ہو چلو چلیں۔ اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے کمرے سے باہر نکل گئے کمپاؤنڈ میں کھڑی ہوئی کار میں بیٹھ گئے۔

جوزف ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ پر عمران اور کیپٹن شکیل کے درمیان صدیقی بیٹھا ہوا تھا۔



بلیک زیرو کی کار جب ہوٹل خیام کے کمپاؤنڈ میں جا کر رکی تو اس نے محسوس کیا کہ ہال میں افراتفری مچی ہوئی ہے وہ جلدی سے کار سے اترا اور تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا ہال کی طرف چلا۔ ہال کے دروازے بند تھے دربان کو خفیہ پولیس کہہ دروازہ کھلوایا اور اندر گھس گیا اندر جا کر اس نے دیکھا کہ چاروں طرف خون ہی خون پھیلا ہوا ہے ایک میز پر مظفر محمود کی لاش پڑی ہوئی ہے اس کا سارا جسم

زخمی بھی اسٹریچروں پر لدے ہوئے باہر جا رہے تھے بلیک زیرو نے چاروں طرف نظریں گھمائیں۔ اس نے سچویشن کا جائزہ لینا چاہا تاکہ اگر نکل بھاگنے کی اگر کوئی گنجائش ہو تو اسے عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ مگر ہال کے تمام دروازے بند تھے صرف ایک دروازہ کھلا تھا جس پر دو سپاہی تعینات تھے۔ زخمی اسی راستے سے جا رہے تھے۔ ہال میں موجود تمام لوگ سمٹ کر مختلف کونوں میں چلے گئے تھے۔ بظاہر باہر نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی اور بلیک زیرو کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ جتنی دیر کرے گا اتنا ہی تنویر موت کے منہ میں چلا جائے گا۔ اس کا دماغ ماؤف ہو گیا وہ ٹیلیفون بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ جولیا کو اگر ٹیلیفون کیا جائے تو صرف ایکسٹو کی آواز اور نام سے ہی کیا جا سکتا ہے ورنہ بلیک زیرو یا طاہر کو کون جانتا تھا اسلئے سوچا اگر اس سچویشن میں عمران ہوتا تو کچھ نہ کچھ کر گزرتا۔ عمران کا خیال ذہن میں آتے ہی ایک بہترین پلان اس کے ذہن میں آ گیا۔ شاید یہ عمران کے نام ہی کی برکت تھی۔ کہ اس کا خیال آتے ہی کند سے کند ذہن بھی متحرک ہو جاتا۔

وہ تیز تیز چلتا ہوا ایک کونے کی طرف بڑھا وہاں ابھی تک ایک زخمی پڑا تھا۔ بلیک زیرو نے قریب پہنچ کر ادھر ادھر دیکھا۔

تمام لوگ پولیس انسپکٹر کی طرف متوجہ ہو گیا وہ چپکے سے اس زخمی کے پاس لیٹ گیا فرش پہ تمام خون پھیلا ہوا تھا اس کا کوٹ تمام خون سے گولیوں سے چھلنی ہوا پڑا تھا۔ اس کے ارد گرد کی میزوں پر تقریباً دس بارہ آدمیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ اس نے بے چینی سے ادھر ادھر نظر دوڑائی صفدر اسے کہیں نظر نہ آیا۔ مگر ایک کونے کی طرف بغور دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اسے تنویر اوندھے منہ فرش پر پڑا نظر آیا۔ اس کا سارا جسم خون میں تر تھا اتنے میں ہال میں دندناتی ہوئی پولیس گھس آئی۔ ساتھ ہی ایمبولینس بھی آئی تھی۔ کیونکہ ایمبولینس کا عملہ اسٹریچرے کر اندر آ گیا تھا۔ بلیک زیرو تنویر کی طرف بڑھا۔ اس نے اسکی نبض دیکھی جو آہستہ آہستہ چل رہی تھی وہ سخت پریشان ہو گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ اگر تنویر کو فوری طبی امداد نہ ملی تو تنویر کی حالت سخت خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ اپنے آپ کو ظاہر بھی نہ کر سکتا تھا۔

اچانک دو آدمی سٹریچر لئے تنویر کے پاس آئے۔ اور انہوں نے تنویر کو سٹریچر پر لٹا دیا اور پھر باہر ایمبولینس کی طرف چلے بلیک زیرو نے سوچا تنویر کا علاج ہسپتال کے جنرل وارڈ میں ہونے کی بجائے دانش منزل میں ہونا چاہئے لیکن پولیس کی موجودگی میں ہال سے باہر جانا بھی کار دارد تھا کیونکہ پولیس افسروں کو اس پر شک ہو سکتا تھا اور اپنی شناخت کروا نہیں سکتا تھا نہیں تو پولیس والے مارے حیرت کے کم از کم بے ہوش تو ضرور ہو جاتے اتنے ہی تنویر سٹریچر پر لدا ہوا باہر جا چکا تھا۔ دوسرے

سے لتھڑ گیا اس نے ہاتھ فرش پر مار کر اپنے سفید براق قمیض پر مار
دیئے اس طرح خون سے چہرہ بھی بھر گیا۔

اپنے اعلیٰ سوٹ کی مٹی پلید کرتے ہوئے اس کا دل ذرا دکھا لیکن جب تنویر کی جان کا خیال آیا۔ تو اسے ذرا برابر بھی احساس نہ ہوا تھے ہیں چند آدمی سٹریچر لئے اس کے قریب ہو گئے ان میں سے ایک نے اس کی نبض دیکھی اس کے چہرے پر قدرے حیرت کے آثار ابھرے لیکن کچھ سمجھ میں نہ آنے کے انداز میں اس نے سر جھٹکا۔ اور پھر باقی ساتھیوں کے ساتھ مل کر بلیک زیرو کو بھی سٹریچر پر ڈالا اور اسے اٹھائے ہوئے ہال سے باہر نکل آئے۔

بلیک زیرو ہال سے باہر تو آ گیا تھا لیکن اب ان سٹریچر برداروں سے جان چھڑانا بھی ایک مسئلہ تھا۔ بلیک زیرو کا سٹریچر ایک ایمبولینس کار میں داخل کر دیا گیا اور وہ چاروں ایک اور سٹریچر نکال کر پھر دوبارہ ہال میں چلے گئے۔ بلیک زیرو پھرتی سے اٹھا اس نے دیکھا کہ تنویر اس ایمبولینس میں موجود نہیں تھا شاید تنویر والی ایمبولینس گاڑی میں جا چکی تھی۔ وہ تیزی سے ایمبولینس گاڑی سے باہر نکلا اس نے جیب سے رومال نکال کر چہرہ صاف کیا لیکن اس کے باوجود اس کا حلیہ عجیب سا لگ رہا تھا۔ وہ پھرتی سے باڑ کی آڑ لیتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا شکر ہے کہ ایمبولینس گاڑی اس قد آدم باڑ کے قریب کھڑی کی گئی تھی۔ اور دوسری طرف اس نے اپنی گاڑی بھی باڑ سے چند قدم دور کھڑی کی تھی۔ وہ باڑ کے پیچھے تیزی سے چلتا ہوا اپنی کار کے قریب پہنچا۔ اس نے باڑ پھلانگی اور بجلی کی سی پھرتی کے ساتھ دروازہ کھول کر کار میں گھس گیا ایک منٹ بعد اس کی کار تیر کی طرح سنسناتی ہوئی ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل آئی اب اس کا رخ جنرل ہاسپٹل کی طرف تھا۔ جنرل ہسپتال اور ہوٹل خیام کا فاصلہ چونکہ بہت زیادہ تھا اس لئے بلیک زیرو کو امید تھی کہ وہ جنرل ہسپتال پہنچنے سے پہلے ایمبولینس کو روک لے گا۔ اس کی کار اپنی پوری رفتار کے ساتھ اڑی جا رہی تھی آدھے سے زیادہ فاصلہ طے کر چکا تھا۔

ابھی تک اسے وہ ایمبولینس نظر نہ آئی تھی اس نے ایکسیلیٹر پر اپنے پیر کا پورا دباؤ ڈال دیا۔ کار اور بھی زیادہ تیزی سے بھاگنے لگی۔ پھر اچانک اسے ایمبولینس جاتی ہوئی نظر پڑی اور پھر جنرل ہسپتال کی عمارت بھی نظر آنے لگی۔ اب اس کی کار اور ایمبولینس کا فاصلہ نزدیک سے نزدیک تر ہوتا چلا گیا۔ پھر اس کی کار ایمبولینس کو کراس کر گئی اس نے ایک دم ایکسیلیٹر پر دباؤ بالکل ختم کر دیا گیا اور بریک پورے زور سے دبا دی کار ایک طویل چیخ کے ساتھ سڑک پر رک گئی۔ یکدم بریک لگنے سے وہ سڑک پر گھوم گئی۔ پیچھے آنے والی ایمبولینس بھی بریکوں کی زبردست

چرچراہٹ کے بعد بلیک زیرو کی کار کے پاس آکر رک گئی۔ بلیک زیرو جلدی سے جیب سے رومال نکال کر چہرے پر باندھ لیا۔ اور نیچے آیا ایمبولینس کا ڈرائیور بڑی خشمگیں نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ بلیک زیرو تیزی سے ایمبولینس کے نزدیک آیا اس نے ڈرائیور کے ساتھ والا دروازہ کھولا ڈرائیور کا بازو پکڑ کر اسے بے دردی سے نیچے کھینچ لیا اور پستول نکال کر اس کے پہلو سے لگا دیا۔ حیرت اور خوف کے مارے ڈرائیور کی آنکھیں پھٹ رہی تھیں بلیک زیرو نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

ایمبولینس کا پچھلا دروازہ کھولو۔

شکر تھا کہ سڑک سنسان تھی۔

ابھی تک وہاں کوئی گاڑی نہیں آئی تھی۔

ڈرائیور نے گھبرا کر ایمبولینس کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ اسے دوسری سیٹ پر تنویر لیٹا ہوا نظر آیا۔

اسے فوراً باہر نکالو۔ بلیک زیرو نے گرجتے ہوئے کہا۔

اور ڈرائیور غریب نے جلدی سے اسٹریچر کو باہر کھینچ لیا اگر بلیک زیرو پھرتی سے آگے بڑھ کر اسٹریچر کا دوسرا سرا نہ سنبھالتا تو تنویر اسٹریچر سمیت گاڑی سے سڑک پر آ پڑتا۔

بلیک زیرو نے اسٹریچر فرش پر رکھتے ہی اس آدمی کو کاندھے پر اٹھائے پک کر سڑک پر پڑا ریوالور اٹھا لیا ڈرائیور مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق تنویر کو کاندھے پر اٹھا لیا۔

چلو اسے میری کار میں ڈالو۔

اور ڈرائیور نے جیسے ہی تنویر کو بلیک زیرو کی کار میں ڈالا بلیک زیرو دروازہ کھول کر کار میں بیٹھ گیا۔ اور زوں کی آواز پیدا کرتے ہوئے کار چل پڑی۔ اور ڈرائیور ابھی تک وہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس نے خواب دیکھا ہے کہ عالم بیداری ہے۔

اور بلیک زیرو کی کار جنرل ہسپتال کا موڑ کاٹ رہی تھی۔



جوزف نے روپا بار کے سامنے کار
روک دی اور پھر صدیقی ہاتھ اٹھائے
کار سے اتر آیا۔ وہ عمران کی مکمل ایکٹنگ
کر رہا تھا اس کے چہرے پر حماقت کی
پرچھائیاں تھیں۔ عمران اس کی کمر سے
پستول کی نالی لگائے چل رہا تھا اور
کیپٹن شکیل اور جوزف پیچھے پیچھے چل
رہے تھے اس پوزیشن میں جب وہ بار
میں داخل ہوئے تو اندر مچا ہوا شور
یک لخت خاموشی میں تبدیل ہو گیا ہر شخص
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس جلوس کو دیکھ رہا تھا وہ سیدھے گیلری میں
داخل ہو گئے۔

خاموشی اب ہلکی ہلکی بھنبھناہٹ میں تبدیل ہو گئی۔ گیلری سے گزر کر وہ
ایک کمرے کے سامنے رک گئے۔ عمران نے جوزف کو اشارہ کیا اور جوزف
نے آگے بڑھ کر دروازہ پر دستک دی دروازہ فوراً کھل گیا دروازہ کھولنے والا
روپا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں جب اس نے عمران کو ہاتھ اٹھائے
دیکھا اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

ویری گڈ۔

اور وہ انہیں راستہ دینے کے لئے ایک طرف ہٹ گیا وہ اس طرح
اندر آچکے تھے۔

روپا نے دروازہ بند کر دیا اور پھر دیوار کو ایک جگہ سے مخصوص انداز
میں تھپتھپایا اور وہ تہہ خانے میں پہنچ گئے۔

اس کی جیب میں پستول تو نہیں تھا۔ روپا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا
اور عمران نے انکار میں سر ہلا دیا۔

میرے خیال میں اس کے ہاتھ باندھ دینے چاہئیں کیوں کہ یہ انتہائی
خطرناک شخص ہے مجھے شبہ ہے یہ خالی ہاتھ کچھ نہ کچھ کر گزرے گا یہ کہہ کر
روپا نے میز کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن دبا دیا چار غنڈے ہاتھوں میں مشین گنیں

لئے اندر آ گئے۔

جوکر ادھر الماری سے رسی نکال کر ان صاحب کے ہاتھ مضبوطی سے باندھ دو۔

روپا نے ان میں سے ایک کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور جوکر نامی نوجوان نے مشین گن ایک طرف رکھ دی اور الماری سے رسی نکال کر صدیقی کی طرف بڑھا اور عمران کا پستول ابھی تک صدیقی کی پشت سے لگا ہوا تھا اور پھر جوکر نے صدیقی کے ہاتھ باندھنے کے لئے پیچھے کی طرف کھینچے لیکن پھر بجائے کیا ہوا صدیقی نے یقیناً ایک کامیاب داؤ لگایا تھا بجائے اس کے کہ صدیقی کے ہاتھ پیچھے بندھتے جوکر ہوا میں قلابازی کھاتا ہوا آگے جا گرا۔

لیکن پیچھے کھڑے عمران کا ایک زوردار مکا اس کی کنپٹی پر پڑا مشین گنوں والے چپکے کھڑے تھے۔ ضرب زوردار تھی۔

صدیقی نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن اس کی آنکھوں کے آگے ستارے ناچنے لگے۔ اور وہ ایک دو بار لہرایا اور پھر دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔

بہت خوب ٹائیگر تم قابلِ تعریف طاقت کے مالک ہو۔

روپا کے چہرے پر خوشی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

جوکر فرش سے اٹھ کھڑا ہوا روپا کے اشارے پر اس نے صدیقی کو اٹھایا اور صوفے پر ڈال دیا اور اس کے بازو پیچھے کر کے اس کے ہاتھ مضبوطی سے باندھ دیئے۔

آپ صاحبان تشریف رکھئے۔

روپا نے سامنے رکھے ہوئے صوفوں کی طرف اشارہ کیا اور عمران نے پستول جیب میں ڈال لیا۔ اور پھر وہ صوفوں پر بیٹھ گئے مشین گنوں والے ابھی ان کے پیچھے کھڑے تھے۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے مسٹر ٹائیگر اور جوزف کہ آپ اس بہت بڑے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

اچھا تو پھر کون سی ڈیوٹی لی ہے ہم نے

عمران عادت سے مجبور تھا۔

ایک دم فرسٹ کلاس۔

روپا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن دوستو تم ایک اور داؤ ہار گئے ہو۔ یہ کہتے ہوئے اس کی انگلی میز پر لگے ہوئے ایک سرخ رنگ کے بٹن پر پہنچ گئی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران چونکتا روپا وہ بٹن دبا چکا تھا اور پھر وہ تینوں اچھل پڑے۔ عمران نے جلدی سے ریوالور جیب سے نکالنا چاہا لیکن پیچھے کھڑے ہوئے غنڈوں نے مشین گنیں ان کی پشت پر لگا دیں۔ اب وہ مجبور تھے انہیں بیٹھنا پڑا کیوں کہ بٹن کے دبانے

سے صوفے کے نیچے سے نکلنے والی کڑیاں ان کے پیروں کو جکڑ چکی تھیں

کیپٹن شکیل کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔

اس حرکت کا کیا مطلب ؟۔

اس نے گرجدار آواز میں ردیا سے پوچھا۔

بتاتا ہوں۔

اور پھر اس جوکر نامی غنڈے نے ان کی جیبوں سے ریوالور اور کیپٹن شکیل
اور کوٹ سے مشین گن نکال لی۔

تمہیں یہ حرکت مہنگی پڑے گی ردیا، کیپٹن شکیل ایک بار پھر غرایا۔

نہیں میرے دوست مجھے یہ حرکت بہت سستی پڑی ہے۔

ردیا مسکرایا۔

کتنے روپے سیر پڑی۔ عمران نے معصومیت سے پوچھا۔

یہ عمران ہے۔

ردیا نے صدیقی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

"بالکل" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

اور ردیا کا زوردار قہقہہ کمرہ میں گونج اٹھا۔

تم ردیا کو بے وقوف بنانے نکلے تھے تم کو نہیں معلوم ردیا ہزار آنکھیں
رکھتا ہے اگر وہ ایسے ہی بے وقوف بن جاتا تو آج جیل کی کوٹھڑی میں

پڑا سڑ رہا ہوتا۔ کتنا خوبصورت منظر ہے کہ عمران خود عمران کی کمر سے ریوالور
لگائے آ رہا ہو۔ بہت خوب مسٹر عمران کیپٹن شکیل اور مسٹر جوزف آپ کی
سکیم بہت اچھی تھی، مگر آپ کا مقابلہ ردیا سے تھا۔

عمران یہ سن کر دنگ رہ گیا، ساری سکیم ہی ختم ہو گئی لیکن سوال یہ تھا
کہ ردیا کو اس کا پتہ کیسے چلا۔

اب بتاؤ مجھے یہ سودا سستا پڑا یا مہنگا ردیا نے ایک اور قہقہہ لگاتے
ہوئے کہا۔

بالکل سستا دو روپے سیر کے حساب سے۔

عمران نے ہنستے ہوئے کہا

مسٹر عمران میری مدت سے خواہش تھی کہ کہیں تم میرے ہتھے چڑھ جاؤ
تو میں جی بھر کر تم سے انتقام لے سکوں۔

کیوں دوست میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے یقین کرو میں مرغی چور نہیں
ہوں کہ تمہیں اس کا رنج ہے۔

تم یہ کہتے ہو کہ تم نے میرا کیا بگاڑا ہے۔ تم نے میرا خاندان تباہ و برباد
کر دیا تم نے ایک ہنستے مسکراتے گھرانے کو تباہی و مفلسی عزت اور بربادی کے
اندھے کنویں میں پھینک دیا۔ تمہیں شاید یاد نہ ہو کہ آج سے پندرہ سال قبل
تم نے ہوٹل رنگ بہار پر خیامی کے ہاتھوں چھاپہ ڈلوایا۔ میرا بھائی وہاں میرا تھا

اس کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ بیرا تھا، مالک نہ تھا وہ اس وقت کوکین کا پیکٹ لئے ہوٹل کے مختلف گاہکوں کو سپلائی کرنے جا رہا تھا سپرنٹنڈنٹ فیاض نے اسے گرفتار کر لیا۔

چھاپہ ڈلوانے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ کچھ اور ہو گا۔ لیکن میرا بھائی مفت میں مارا گیا۔ اس کا قصور نہیں تھا ایک ملازم اپنے گھر والوں کے پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے مالک کا ہر کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے تم کو کیا معلوم کہ ایک غریب کی جھولی میں کیا مجبوریاں ملتی ہیں۔ تم نے کبھی غربت کا کاسہ دیکھا ہو تو تمہیں اندازہ ہو کہ غریب روٹی کمانے کے لئے کیا کیا جتن کرتا ہے تم نے تو صرف یہ دیکھا کہ کوکین کا پیکٹ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے وہ قانون کی نظر میں مجرم ہے۔

تم نے اتنا بھی نہ سوچا کہ پیکٹ دینے والا کون ہے کیا وہ قانون کی نظر میں اصل مجرم نہیں اس پیکٹ کو خریدنے والے کون ہیں کیا وہ قانون کے مجرم نہیں لیکن تمہارا قانون ثبوت مانگتا ہے اور ثبوت صرف بیرے کے ہاتھ میں تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہوٹل بھی چلتا رہا کوکین بھی سپلائی ہوتی رہی لیکن میرا بھائی جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچ گیا۔

میں تمہیں بتاؤں کہ اس کے خاندان والوں پر کیا گزری تو سنو ہمارے ایک چھوٹے سے کارنامے نے کیا کیا گل کھلائے تم شاید آج تک اس زعم میں رہے ہو گے کہ تم معاشرے کو اس کے گندے ناسوروں سے پاک کر کے ایک خدمت انجام دے رہے ہو۔

میں تسلیم کرتا ہوں لیکن مجھے اس کا جواب دو کہ غنڈوں اور مجرموں کے خاندان والوں نے کیا جرم کیا ہے جس کی انہیں بھیانک سزا ملتی ہے کیا اس لئے کہ وہ مجرم یا غنڈے کے خاندان والے ہیں کسی افسر یا معزز شہری کے نہیں تو کیا تمہارا قانون گوارا کرتا ہے کہ ایک جرم کی سزا سب اٹھائیں میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ان پر کیا گزرتی ہے

تمہارے سے اتنا شدید علم نہ رہا ہوگا

سنو جب میرے بھائی کو کوکین بیچنے کے جرم میں سات سال قید ہو گئی تو اس وقت اس کے خاندان میں ایک بیمار بھائی یعنی میں ایک اندھی ماں اور دو جوان بہنیں تھیں۔ بھائی کے جانے کے بعد ہم کو فاقے کرنے پڑے آخر اندھی ماں نے مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق بھیک مانگنا شروع کر دی میں بستر پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا تھا لیکن دوائی کے لئے ایک پیسہ بھی نہ تھا اور بغیر پیسے کے دوائی ملنی اس معاشرے میں ناممکن ہے غریب چاہے مر جائے اس کی قانون اور معاشرے میں کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ لیکن ڈاکٹروں کی تجوریاں ضرور بھرتی رہیں کیا یہ ڈاکٹر قانون کے مجرم نہیں کیا یہ چار ٹکوں کی خاطر جیتے جاگتے انسان کو قبر میں نہیں دھکیل دیتے میں مانتا ہوں کہ ڈاکٹروں میں اچھے

... بھی ... جو غریب کا خون ... بانٹتے ہیں۔ جو پیسے کے غلام نہیں ...

جانتے ہو کہ ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے کیا تم نے کسی ایسے فرد کو گرفتار کرایا ہے کبھی نہیں۔ کیوں کہ ان کا جرم معاشرے کی نظر میں کوئی جرم نہیں۔ وہ ملک کے معزز شہری ہیں معاشرے کے قابل فخر افراد میں ...

تو ایک بات سے بات نکل آئی۔ میں تمہیں بتا رہا تھا کہ میری ماں بھیک مانگ کر ہمارے پیٹ کا دوزخ بھرنے کی ناکام کوشش کرتی رہی۔

ماں کا بیٹا قانون کی نظر میں کتنا بڑا مجرم ہو۔ ماں کی نظر میں بیٹا ہوتا ہے اس کے علاوہ وہ بھیک مانگتی رہی اور تمہیں اور تمہارے ... کو بد دعائیں دیتی اور کوستی رہی۔ لیکن شاید خدا کو بھی غریبوں کی باتیں سننے کی فرصت نہیں ہوتی۔ شاید وہ بھی امیروں کے بنک بیلنس کا حساب دیکھ کر خوش ہوتا رہتا ہے اور غریب کے پاس تو دو چیزیں ہوتی ہیں دعائیں بد دعائیں۔

اور ایک دن خدا نے میری ماں کی بھی سن لی یعنی وہ ایک بہت بڑے صنعت کار کی چمکتی ہوئی کار کے نیچے آ گئی اور وہ صنعت کار اسے گالیاں دیتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ کاش میری ماں اس کار کے نیچے آ کر مر جاتی تو مجھے آج اتنا غم نہ ہوتا وہ مری نہیں اس کے سینے کی ساری پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ ...

سڑک پر پڑی تڑپتی رہی لیکن کسی دل میں رحم نہ آیا آخر چند غریب اٹھا کر ہسپتال لے گئے لیکن کسی ہسپتال والوں نے اسے داخل کرنے سے انکار کر دیا۔

حتیٰ کہ اس کی مرہم پٹی کرنے سے بھی انکار کر دیا گیا کیونکہ وہ غریب تھی مفلس تھی اس کے پاس روپیہ نہیں تھا اس کے پاس کسی وزیر یا بڑے افسر کی سفارش نہیں تھی۔ وہ تڑپتی رہی سڑکوں پر گھسٹتی رہی آخر دوسرے دن گھر آ پہنچی تم اس کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو! وہ دس دن تک پڑی تڑپتی رہی۔ آخر تڑپ تڑپ کر اور بلک بلک کر اور سسک سسک کر اس نے دم توڑ دیا۔ میری نوجوان بہنیں بھیک مانگنے نکلیں اور چند دنوں کے بعد وہ ایسی غائب ہوئیں کہ آج تک واپس نہیں آئیں مجھے معلوم ہے کہ وہ کسی امیر کی چاردیواری میں اس کی داشتہ بنی بیٹھی ہوں گی۔

میں اکیلا رہ گیا شدید ترین بیماری کے باوجود میں سڑکوں پر گھستا پھرا۔ اور پھر غنڈوں کے ہاتھوں چڑھ گیا۔ نتیجہ آج تم دیکھ رہے ہو میرا بھائی وہیں جیل میں ہی سختیاں اٹھاتے اٹھاتے ختم ہو گیا اب مجھے بتاؤ کہ تم نے میرے بھائی کو گرفتار کرا کے معاشرے کی کون سی خدمت کی کیا یہی خدمت کی کہ دو جوان لڑکیوں کو بڑھیا کو تڑپا تڑپا کر مروا دیا کیا یہی خدمت کی کہ دو نوجوان لڑکیوں کو ان کی مرضی کے خلاف مجبوراً امیروں کی داشتہ بنوا دیا کیا یہی خدمت کی

که ایک شریف نوجوان کو غنڈہ بننے پر مجبور کر دیا۔

پھر تم کہتے ہو کہ تم نے میرا کیا بگاڑا ہے! اب تمہیں پتہ چلا کہ تم نے کیا کیا تھا۔ اور یہ تو صرف ایک آدمی کی کہانی ہے نہ جانے اس جیسی کتنی کہانیوں نے تمہارے ہاتھوں جنم لیا ہوگا، اور روپا خاموش ہو گیا۔

عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ کیپٹن شکیل کی آنکھیں بھی کسی گہری سوچ کا پتہ دے رہی تھیں پھر روپا کے چپ ہونے پر عمران بولا۔

روپا واقعی آج تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں تم نے مجھے میرے کام کا ایک اور پہلو بھی دکھا دیا ہے جو آج تک میری نظروں سے اوجھل رہا کچھ تم نے مجھ سے کہا ہے وہ اگر صحیح ہے تو میں تمہارا مجرم ہوں تم میرے ساتھ جو سلوک کرنا چاہو کر سکتے ہو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

عمران تمہارے اس اعتراف جرم نے میرے تمام گلے شکوے دور کر دیئے ایک بات ہے تم ان تمام ظلموں کا کفارہ دے سکتے ہو بشرطیکہ تم مجھے بتا دو کہ ایکسٹو کون ہے۔

ایکسٹو کا نام سن کر عمران چونک پڑا اس کے چہرے پر چھائی ہوئی جذباتیت یک لخت دور ہو گئی۔ صدیقی جواب ہوش میں آچکا تھا وہ بھی ایکسٹو کے نام سے چونک پڑا

البتہ کیپٹن شکیل اطمینان سے بیٹھا تھا۔

ایکسٹو وہ کیا بلا ہوتی ہے!

اور ہاں تم ہمیں پہچانے کیسے؟

عمران نے پوچھا وہ سوچ رہا تھا روپا نے ایکسٹو کا پتہ لگانے کی قدرے کامیاب نفسیاتی کوشش کی ہے۔

مجھے تم لوگوں پر شک تو پہلے دن سے پڑ گیا تھا۔ سب سے پہلا شک اس وقت پڑا جب تم میرے زبردست نشانے کے باوجود بچ گئے یہ آرٹ صرف عمران کو ہی آتا ہے دوسرا شک تمہارے چہرے کو دیکھ کر پڑا کیونکہ مجھے محسوس ہوا کہ تم میک اپ میں ہو۔ لیکن میں خاموش ہو گیا۔ میں اگر تم کو اسی وقت گرفتار کرنا چاہتا تو شاید معاملہ بگڑ جاتا چنانچہ میں نے تم پر جال پھینکا اور تم اس جال میں پوری طرح پھنس گئے میں نے تمہیں تمہاری ہی ٹوہ دے کر ڈھونڈنے کے لیے کہا اور تم سیکرٹ سروس کے ایک اور ممبر صدیقی کو اپنا میک اپ کرا کے لے آئے لیکن تمہیں شاید یقین نہ آئے یہاں سے جانے کے بعد یہاں تک واپس پہنچنے تک تمہاری کی ہوئی گفتگو کا ایک ایک لفظ میرے پاس ٹیپ کی صورت میں موجود ہے دراصل میں نے تمہیں جو نوٹ دیئے تھے ان میں سے ایک پر نہ نظر آنے والا مصالحہ لگا ہوا ہے جس کے بعد وہ نوٹ ٹرانسمیٹر کا کام دینا شروع کر دیتا ہے نوٹوں کی گڈی تمہاری جیب میں پڑی رہی اور میں تمہاری گفتگو کا ایک ایک لفظ یہاں بیٹھا سنتا رہا اس طرح

مجھے پتہ چل گیا کہ تم لوگوں کی حیثیت کیا ہے ! اب تم مجھے بتاؤ کہ ایکسٹو کون ہے کیوں کہ اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم ایکسٹو کو نہیں جانتے۔

ایکسٹو میرے پالتو طوطے کا نام ہے عمران نے کہا۔

شٹ اپ۔ روپا کو غصہ آگیا تم مجھے سختی پر مت مجبور کرو ورنہ میں تمہاری بوٹی بوٹی الگ کر دوں گا۔

تو تم قصائی بھی رہ چکے ہو۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور روپا کی آنکھیں سلگ اٹھیں۔

ہاں تمہارے لیے اب مجھے قصائی بھی بننا پڑے گا میں دیکھوں گا کہ تم کب تک مذاق میں ٹالتے ہو

میں مرتے دم تک مذاق کرتا ہوں۔

تمہیں غلط فہمی ہے مسٹر عمران یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا مشین گنوں والے ابھی تک ان کے سروں پر کھڑے تھے اور پیروں پر پڑی ہوئی کڑیوں نے انہیں بے بس کر دیا تھا۔





بلیک زیرو کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پچھلی سیٹ پر تنویر بے ہوش پڑا تھا۔ اس کے زخموں سے اب تک خون رس رہا تھا بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ ہر گزرتا ہوا لمحہ تنویر کو موت کے قریب لے جا رہا تھا اس لیے وہ کار کی رفتار لمحہ بہ لمحہ بڑھاتا چلا جا رہا تھا اچانک ایک دھماکے کی آواز آئی اور کار بے قابو ہونے لگی بلیک زیرو نے کار کو سنبھالنے

کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔

کار کی رفتار چونکہ بہت زیادہ تھی اس لئے اسے سنبھالنا ناممکن ہو گیا اور پھر وہی ہوا۔ کار قلابازی کھاتی ہوئی سڑک کے نیچے گڑھے میں جا گری اور پھر ایک اور زوردار دھماکہ ہوا اور پٹرول کی ٹنکی نے آگ پکڑ لی بلیک زیرو کو جس وقت تھوڑا سا ہوش آیا تو اس کے چاروں طرف آگ کے شعلے رقص کر رہے تھے اور خود ہلنے سے بھی معذور تھا۔

نہ جانے اس کے جسم میں کیا کیا کچھ ٹوٹ گیا تھا۔ آگ ابھی تک اس کے کپڑوں کو نہیں لگی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ اگر چند لمحے کی دیر ہو گئی تو وہ بھی جل کر خاک ہو جائے گا۔ اور تنویر تو شاید اس جھٹکے کو برداشت نہ کر سکا ہو کیوں کہ اس کے زخم بے حد خطرناک تھے۔

تنویر کا خیال آتے ہی اس کے جسم میں برقی لہر دوڑ گئی۔ اس نے اپنے جسم کو ہلایا اور یہ دیکھ کر اسے خود حیرت ہوئی کہ اس کے جسم کی کوئی ہڈی ٹوٹی نہیں چاروں طرف آگ کے شعلے موت کی زبان بنے لپک رہے تھے کار دھڑا دھڑ جل رہی تھی بلیک زیرو کا اتنے وقت تک بچ جانا ہی معجزہ تھا۔

اس نے دائیں طرف دیکھا تو کار کا دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن اس کے درمیان آگ کی چادر تنی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے جسم کو سکیڑنا چاہا لیکن ٹانگیں پھنسی ہوئی تھیں۔

ایک زوردار جھٹکے سے ٹانگیں نکل آئیں۔

اس نے ایک لمحہ کے لئے سر موڑ کر دیکھا تو تنویر پچھلی سیٹ سے غائب تھا دوسرے لمحے اس کے کوٹ کو آگ لگ گئی اب معاملہ برداشت سے باہر تھا آگ کی وجہ سے بے انتہا گرمی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے اسے جلتے ہوئے آتشدان میں پھنسا دیا ہو۔ اور پھر اس نے اپنی پوری قوت سے کھلے دروازے سے چھلانگ لگا دی۔

آگ کی دیوار پار کرتے ہوئے اس کے ہاتھ اور جھلس گئے وہ زمین پر قلابازیاں کھاتا ہوا دور تک چلا گیا۔

زمین پر لوٹنے کی وجہ سے آگ بجھ گئی اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اس کا تمام جسم پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا جسم پر کافی زخم آئے تھے سڑک بالکل سنسان پڑی تھی۔ آگ کی وجہ سے چاروں طرف روشنی ہو رہی تھی اچانک اس کی نظر دور پڑے تنویر پر پڑی۔ جو شاید کار کے لڑھکنے کے دوران باہر آ گرا تھا۔ وہ تیزی سے تنویر کی طرف بڑھا تنویر ابھی تک بے ہوش تھا اس نے نبض پر ہاتھ رکھا تنویر کے مرنے میں چند لمحوں کی دیر تھی۔ اگر اسے فوری طور پر اگر اسے امداد نہ دی جاتی تو وہ ختم ہو جاتا۔

سڑک بالکل سنسان تھی اس نے تنویر کو کاندھے پر لادا اور گڑھے سے ہوتا ہوا سڑک پر آ گیا دانش منزل وہاں سے کافی دور تھی اس نے سوچا کہ

ٹیکسی کا انتظار کیا جائے لیکن اس سڑک پر ہو سکتا تھا کہ ٹیکسی ساری رات نہ آتی۔ اب وہ پھنس گیا تھا اس سے تو اچھا تھا کہ تنویر جنرل ہسپتال چلا جاتا۔ آخر اس نے دانش منزل کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ کافی دور جانے کے بعد وہ ایک چوراہے پر آ گیا۔ ادھر سے ایک ٹرک آ رہا تھا اس نے ٹرک ڈرائیور کی منت کی اور ٹرک ڈرائیور اسے اور تنویر کو پہنچانے کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن اب بلیک زیرو نے دانش منزل جانے کا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ یہ یقینی تھا کہ ڈرائیور اسے چھوڑ کر سیدھا پولیس اسٹیشن جاتا اور پھر یقیناً پوزیشن نازک ہو جاتی۔

اس لئے اس نے رانا پیلس جانے کا خیال بنایا اور پھر وہ رانا پیلس سے تقریباً سو گز ادھر اترا۔

ٹرک کے جانے کے بعد تنویر کو کاندھے پر ڈال کر رانا پیلس میں داخل ہو گیا۔ چند لمحے بعد ڈاکٹر فاروقی تنویر کو دیکھ رہا تھا ڈاکٹر فاروقی قابل ترین سرجنوں میں سے تھا ان کی خدمات ایکسٹو کی ٹیم کے لئے مخصوص تھیں۔ اس نے تنویر کو خطرناک حالت کو فوراً جانچ لیا۔

تنویر کے جسم میں تین گولیاں تھیں جن کا نکلنا بے حد ضروری تھا۔ اس نے فوراً آپریشن کا فیصلہ کیا رانا پیلس میں ایک جدید آپریشن تھیٹر موجود تھا یہ عمران کی پیش بندی تھی۔ جو آج تنویر کے کام آئی۔ آدھے گھنٹے کے آپریشن کے بعد ڈاکٹر فاروقی نے اطمینان کی سانس لی خطرہ بالکل تو نہیں لیکن کسی حد تک دور ہو چکا تھا۔

ڈاکٹر فاروقی نے تنویر سے فارغ ہو کر بلیک زیرو کی بھی مرہم پٹی کی۔





تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد روپا
دوبارہ کمرے میں داخل ہو گیا جس میں
عمران اور اس کے ساتھی قیدی تھے۔ وہ
اکیلا نہ تھا اس کے ساتھ ایک نقاب پوش
بھی تھا روپا نے عمران کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے نقاب پوش سے کہا۔

یہ مسٹر عمران ہیں جن کو گرفتار کرنے
کے لئے ہم سب لوگ کوشش کر رہے تھے

ویری گڈ۔ مسٹر روپا آپ نے ایک
انتہائی قابل قدر کارنامہ سرانجام دیا ہے
باس عمران سے مل کر ضرور خوش ہوگا۔

نقاب پوش نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

میں نے کہا اے مہ جبیں پردہ نشین کیا تم اپنے دیدار سے مشرف بھی
فرماؤ گی۔

عمران نے ہانک لگائی۔

روپا یہ سن کر غصے سے پھٹ پڑا۔

شٹ اپ ادب سے بات کرو۔

کیوں کیا یہ کسی سکول کے ماسٹر ہیں۔

عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

لیکن روپا نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے کھڑے ہوئے
غنڈوں کو اشارہ کیا اور یک لخت عمران اور اس کے ساتھیوں کے سروں
پر جیسے پہاڑ ٹوٹ پڑا مشین گنوں کے بٹ کافی زوردار پڑے تھے ایک
لمحے بعد وہ سب بے ہوش تھے۔

روپا نے آگے بڑھ کر باری باری سب کی آنکھیں کھول کر دیکھا پھر
مطمئن انداز میں طویل سانس لی۔

لیجئے باس اب یہ بڑے باس تک بآسانی پہنچ جائیں گے۔

گڈ مسٹر روپا۔ یہ تم نے اچھا کیا یہ یقینی جلدی باس تک پہنچ جائیں اتنا

ہی اچھا ہے۔

پھر روپا نے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور وہ شخص پھرتی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ کمرے کے اندر داخل ہوا۔

تیار ہے باس۔ اس نے ادب سے سر جھکا کر کہا۔

اوکے یہ کہہ کر روپا میز کی طرف گیا اور پھر اس نے میز کی پچھلی سائیڈ میں لگے ہوئے کسی بٹن کو دبایا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیروں میں پڑی ہوئی کڑیاں کھل کر دوبارہ صوفوں میں گھس گئیں۔

ان کو اٹھا کر وین میں ڈالو روپا نے غنڈوں سے کہا اور پھر باری باری ان سب کو اٹھا کر کمرے سے باہر لے جایا گیا دروازے کے پاس کھڑی ایک سیاہ رنگ کی بند وین میں ڈال دیا گیا۔

اوکے سر روپا آپ کا کام ختم ہوا باس یقیناً آپ کو بہت بڑے انعام سے نوازے گا۔

میں باس کا خادم ہوں۔

روپا نے انتہائی ادب سے سر جھکا کر کہا۔ اور وہ نقاب پوش وین کے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا اور وین تیزی سے چل پڑی۔



بلیک زیرو عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بے حد بے چین تھا۔ ان کی کوئی خبر نہیں تھی۔ ادھر صفدر بھی گم تھا اس کے تقریباً تمام ساتھی سوائے جولیا کے منظر سے غائب تھے تنویر زخمی پڑا تھا بلیک زیرو کو عمران اور کیپٹن شکیل کی صلاحیتوں پر بے پناہ اعتماد تھا لیکن اس کے باوجود بھی وہ مضطرب تھا۔ اب تک عمران کی طرف سے کوئی کال آ جانی چاہیے تھی۔

ادھر آج سر رحمان نے فون کر کے یہ بھی بتایا تھا کہ کیپٹن فیاض بھی کل سے گم تھا۔ اس کا کوئی پتہ نہیں چل رہا۔

بلیک زیرو کی عقل حیران تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اعلیٰ حکام علیحدہ پریشان تھے اتنی اہم فائل کا کوئی پتہ نہیں چل سکا تھا۔ بلیک زیرو فائل کی اہمیت سے بخوبی واقف تھا

فائل میں دراصل اس منصوبہ کی تفصیل تھی جس کے اندر ایک دوست ملک کی مدد سے ہائیڈروجن بم اور فیکٹری تیار ہو رہی تھی۔ وہ دوست ملک اس سلسلے میں منظر عام پر نہیں آنا چاہتا تھا۔ فیکٹری کے حفاظتی انتظامات فائل کی چوری کے بعد سخت ترین کر دیئے گئے لیکن اس فائل میں وہ معاہدہ بھی موجود تھا جس پر اس دوست ملک کے وزیر خارجہ کے دستخط تھے اگر وہ معاہدہ آؤٹ ہو جائے تو بے شمار بین الاقوامی پیچیدگیاں پڑ جانے کا خطرہ تھا اس لئے اس فائل کو ہر صورت میں واپس کرنا انتہائی ضروری تھا یہ سوچیں بلیک زیرو کو بے حد پریشان کر رہی تھیں۔

ایک ایک لمحہ اہم تھا اور وہ بھی ابھی تک اس سلسلے میں کچھ نہ کر سکا تھا آخر اس نے کچھ سوچ کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر ڈائل کئے چند لمحے بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔

یس جولیا سپیکنگ۔

ایکسٹو۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

یس باس۔

جولیا کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

جولیا تم اپنی کار میں ابھی جام نگر کے روپا بار میں جاؤ وہاں کسی نہ کسی طریقہ سے نہیں بار کے مالک روپا سے ملنا ہے طریقہ کار کا فیصلہ میں تم پر چھوڑتا ہوں۔ عمران وغیرہ وہاں گئے تھے لیکن اب تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ تم نے روپا سے مل کر اندازہ لگانا ہے کہ عمران وغیرہ کہاں ہیں اور اس قسم کی بات چیت اور ایکٹنگ کرنا کہ روپا تم سے کھل جائے اور اگر وہ نہیں اغوا کر کے کہیں بھیجیں تو یہ زیادہ بہتر ہے تمہارے بالوں کے کلپ میں نمبر چار ٹرانسمیٹر ضرور موجود ہونا چاہئے۔ اور جس وقت تم روپا بار میں جاؤ اس کے بعد اسے ہر وقت آن رکھنا۔ سمجھ گئیں تم۔

بالکل باس آپ قطعی بے فکر رہیں۔

جولیا کی آواز آئی۔

اوکے

بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

چند منٹ تک وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے اٹھ کر سامنے لگی ہوئی الماری کھولی اور پلاسٹک میک اپ کرنا شروع کر دیا اب اس کی شکل کافی بدل

بجلی تھی اس نے دوسری الماری سے نمبر ۲ ٹرانسیٹر نکال کر جیب میں ڈالا اور ایک دو اور چیزیں جیب میں ڈال کر پھر اپنے مخصوص کمرے سے باہر آ گیا۔ اس نے جولیا کو بطور چارہ استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا اس کے علاوہ اس کے خیال میں اور کوئی صورت نہ تھی اب وہ جولیا کا تعاقب کر کے ٹیم کے ہیڈکوارٹر کا پتہ چلانا چاہتا تھا تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے جام نگر کی طرف دوڑ رہی تھی۔ راستے میں اسے جولیا اپنی کار میں جاتی نظر آئی وہ اسے کراس کرتا ہوا نکل گیا اور دور چلا گیا وہ اس سے پہلے روپا بار پہنچنا چاہتا تھا چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ روپا بار میں داخل ہو رہا تھا۔ اس نے ایک کونے میں رکھی ہوئی ایک الگ تھلگ میز سنبھالی میز پر پڑے ہوئے اخبار کو اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے ویٹر اس کے سر پر سوار تھا۔

کافی لاؤ۔

بلیک زیرو نے اسے ہدایت کی اور وہ سر جھکا کر چلا گیا چند لمحے بعد کافی اس کے میز تک پہنچ چکی تھی۔

اس وقت جولیا بھی بار میں داخل ہوئی۔ ہال میں بیٹھے تقریباً تمام افراد کی نظریں اس کی طرف اٹھ گئیں ہال میں چونکہ زیادہ تعداد غنڈہ ٹائپ افراد کی تھی اس لئے بہت سے لوگوں کی نظروں میں بلیک زیرو نے ہوس کے سائے ناچتے دیکھے اور پھر بڑا سا منہ بنا کر کافی تیار کرنے لگا۔

جولیا ہال کے درمیان پڑی ہوئی ایک خالی میز پر بیٹھ چکی تھی ویٹر لپک کر اس کے پاس پہنچا۔ اس کے دانت باہر نکل رہے تھے۔

بلیک زیرو نے جیب سے نمبر ۲ ٹرانسیٹر جو بالکل چھوٹے سائز میں تھا تقریباً ایک عام کیپسول سے چار گنا کم نکال کر کان کے اندر چپکا لیا۔

یہ ٹرانسیٹر اس کے ملک کے مشہور سائنسدان مسٹر صدیقی کی ایجاد تھی جو خصوصاً سیکرٹ سروس کے لئے تیار کئے گئے تھے اس ٹرانسیٹر کے اوپر ایک ایسا سلوشن لگا دیا گیا تھا جو جسم کے ساتھ چپٹ جاتا تھا۔ اس کو عمران کی فرمائش پر تیار کیا گیا تھا کیونکہ عام ٹرانسیٹر کانوں میں نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ اور اگر اس پر کوئی کال آتی تو ایجنٹ کو اٹھ کر علیحدہ جانا پڑتا جس سے بعض اوقات اس پر شک کیا جا سکتا تھا۔

بلیک زیرو نے وہ ٹرانسیٹر آن کر لیا تھا اس لئے اب وہ آرام سے بیٹھا جولیا کی گفتگو سن رہا تھا۔

کافی لے آؤ۔

جولیا ویٹر کو کہہ رہی تھی۔

او کے میڈم۔

ویٹر نے کہا اور تیزی سے کاؤنٹر کی طرف چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جولیا کی میز پر کافی سرو کی جا چکی تھی جولیا نے آرام سے

کافی بنائی اس کا ایک گھونٹ لیا اور پھر یک لخت اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اس نے کافی کی پیالی تیزی سے فرش پر دے ماری ایک دھماکہ ہوا اور ہال میں بیٹھے ہوئے سب لوگ چونک پڑے

ویٹر تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا۔

یہ کافی لے آئے ہو۔

یہ بار ہے یا گندگی گھر۔

جولیا کی آواز غصے سے پھٹ گئی۔

بلیک زیرو دھیرے دھیرے مسکرا رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا کیا چال چل رہی ہے۔

کیا ہوا میڈم؟

ویٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

تمہارا سر۔ ایسی کافی تم لوگوں کو پلاتے ہو جس سے بدبو آ رہی ہے۔

کہاں ہے تمہارا مالک! میں اس سے بات کروں گی کیا تم لوگ پیسے لیتے خدا کے نام پر کافی پلاتے ہو۔

جولیا غصے سے چیخ اٹھی۔

میڈم میں اور کافی لا دیتا ہوں۔

ویٹر نے جولیا کے غصے سے اور زیادہ گھبراتے ہوئے کہا۔

ہال میں بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ جولیا کے گرد اکٹھے ہونے لگے وہ سب ویٹر کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔

نہیں کہاں ہے تمہارا مالک میں اس سے بات کروں گی۔

جولیا نے چیختے ہوئے کہا

مینجر کاؤنٹر سے نکل کر جولیا کے قریب آگیا۔

مادام آپ تشریف رکھیں۔ کافی اور آجاتی ہے۔

اس نے اپنے لہجے کو نرم بناتے ہوئے کہا حالانکہ وہ چہرے سے انتہائی سخت گیر معلوم ہو رہا تھا۔

کیا تم اس بار کے مالک ہو۔

جولیا نے اس کی طرف گھوم کر غصے سے کہا۔

نہیں مادام اس بار کے مالک۔ روپا ہیں۔

مینجر نے جواب دیا۔

اب اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی آ گئی تھی۔

تو میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔

جولیا نے کہا۔

باس بھی آپ سے ملنا ضرور پسند کریں گے کیوں کہ آپ جیسی تتلیاں اسے اچھی لگتی ہیں۔

منیجر نے زہر خند لہجے میں کہا۔

شٹ اپ جولیا چیخی اور اس کا ہاتھ گھوم گیا۔

منیجر کے چہرے پر زناٹے دار تھپڑ پڑا لوگ سکتے میں آ گئے منیجر کی آنکھوں
سرخی آ گئی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب
باہر آتا۔

سیڑھیوں پر روپا نظر آیا۔

کیا ہنگامہ ہو رہا ہے روپا نے گرجدار آواز میں کہا۔

اس آواز کے سنتے ہی ہال میں افراتفری مچ گئی۔ جولیا کے اردگرد کھڑے ہو
غنڈے تیزی سے اپنی اپنی میزوں کی طرف چلے گئے۔

منیجر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا لیکن اس نے اپنے لہجے کو مودبانہ بنا
ہوئے روپا سے ساری تفصیل بیان کی۔

تو تم ہو روپا۔ اس بار کے مالک۔

جولیا نے لاپرواہی سے روپا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ روپا نے آہستہ سے کہا۔

تمہارے ہاں ایسی سستی ہوئی گندی کافی لوگوں کو پلائی جاتی ہے۔

جولیا نے کافی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

تم میرے ساتھ دفتر چلو وہیں آرام سے بات کریں گے۔

روپا کی آنکھوں میں اچانک چمک آ گئی۔

وہ غور سے جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کیوں یہاں بات کرنے میں کیا حرج ہے؟

جولیا نے پوچھا۔

شاید تم ڈر رہی ہو مادام۔

میرے خیال میں یہاں کے ماحول سے میرے کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرنا زیادہ
بہتر ہے۔

روپا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں تم سے کیوں ڈروں کیا تم کھا جاؤ گے ......... چلو میں
چلنے کو تیار ہوں۔

جولیا نے کہا اور وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلے گئے۔

بلیک زیرو اپنی میز پر بیٹھا اطمینان سے سب کچھ سن رہا تھا۔ اس نے
ہنگامے میں کوئی دخل نہ دیا بلکہ خاموشی سے بیٹھا کافی پیتا رہا۔

ان کے اوپر جانے کے بعد ہال میں جولیا کے متعلق چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں
اور منیجر کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا اب بھی اپنا گال سہلا رہا تھا شاید تھپڑ کافی زوردار
پڑا تھا۔

بیٹھ جاؤ۔ روپا کی آواز بلیک زیرو کے کانوں میں آئی۔

جولیا دھم سے صوفے پر بیٹھ گئی۔

روپا نے گھنٹی بجائی۔ فوراً ایک بیرہ کمرے میں آ گیا۔

بہترین کافی تیار کرا کے لے آؤ۔

روپا نے بیرے سے کہا۔ اور بیرہ ادب سے سر جھکا کر باہر نکل گیا۔

میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں۔ روپا نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

مجھے جولیا کہتے ہیں۔

جولیا نے اصل نام بتا دیا۔

جولیا۔ روپا چونک پڑا اور پھر بغور جولیا کو دیکھنے لگا۔

تم چونکے کیوں؟ جولیا نے حیرت سے پوچھا۔

کچھ نہیں۔ کسی زمانے میں میری ایک دوست کا نام جولیا تھا۔

روپا نے مبہم سا جواب دیا۔

اتنے میں بیرا کافی لے کر آ گیا۔ روپا نے کافی بنائی اور ایک پیالی اٹھا کر جولیا کے سامنے رکھ دی۔ جولیا روپا کو بغور دیکھ رہی تھی۔

اس کے چونکنے سے وہ کھٹک سی گئی تھی۔ کہ روپا اس کی اصلیت پہچانتا ہے اس لئے اسے شک تھا کہ وہ کافی میں ضرور کوئی خواب آور دوا ملائے گا۔ لیکن اس کے بغور دیکھنے کے باوجود اسے ایسی کوئی حرکت نظر نہ آئی چنانچہ وہ کافی کی طرف سے مطمئن ہو گئی۔

ہاں تو مس جولیا آپ کا پورا نام کیا ہے۔

روپا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

جولیا نا فٹز واٹر۔ جولیا نے اطمینان سے جواب دے کر کافی کا ایک لمبا گھونٹ لیا۔

کیا تم عمران کی ساتھی ہو؟ اچانک روپا نے پوچھا۔

اور کافی کی پیالی جولیا کے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچی کیوں کہ اسے گمان بھی نہ تھا۔ کہ روپا عمران کے بارے میں براہ راست سوال کر دے گا۔

تم عمران کو کیسے جانتے ہو۔

جولیا نے حواس بحال کرتے ہوئے روپا سے پوچھا۔

عمران اور اس کے ساتھی کو میں نے گرفتار کر لیا ہے۔ مس جولیا۔

اور روپا کے ہاتھوں میں ریوالور چمکنے لگا۔

مجھے افسوس ہے مس جولیا کہ تم عمران وغیرہ کی ساتھی نکلی ورنہ پہلے میرا خیال تھا کہ کچھ دن تمہارے جسم کے دل آویز خطوط سے حظ اٹھاتا۔

جولیا چونک کر کھڑی ہو گئی۔

تو کیا تم مجھے گولی مار دو گے۔

جولیا نے خوفزدہ ہونے کی ایکٹنگ کی۔

نہیں۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم خصوصاً میرے کمرے میں کیوں آئی اور پھر خاص

طور پر جھنجھلا کر کہا گیا میرے خیال میں تم مجھ سے ملنا چاہتی تھی اس کا مطلب کہ تمہارا کوئی نہ کوئی ساتھی تمہاری نگرانی کر رہا ہوگا۔ ویسے میں اسے چیک کر لوں یہ کہہ کر اس نے ایک ہاتھ سے میز پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا چند ہی لمحے بعد غنڈہ ہاتھ میں مشین گن لئے کمرے کے اندر آ گیا۔

مس جولیا بلاؤز سے اپنا ریوالور نکال کر باہر میز پر رکھ دو ورنہ یہ ساتھی تمہارے بلاؤز میں ہاتھ ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔

روچا نے اطمینان سے کہا۔

میرے پاس کوئی ریوالور نہیں اور تم اسی لئے مجھے یہاں لے آئے تھے۔ دوسرا عمران سے میری صرف دوستی ہے میں اس کے کسی جرم میں شریک نہیں

جولیا نے احتجاجاً کہا۔

شٹ اپ۔ شرافت سے ریوالور میز پر رکھ دو۔

روچا نے تلخ لہجے میں کہا۔

جولیا ایک لمحے کے لئے ہچکچائی لیکن پھر غنڈے کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اس نے بلاؤز سے ریوالور نکال کر میز پر رکھ دیا۔

شکریہ۔ روچا نے تیکھے انداز میں کہا۔

اب میں دیکھتا ہوں تمہارا ساتھی کون ہے

یہ کہہ کر اس نے میز پر لگے ہوئے بٹن کو دبایا۔

بلیک زیرو یہ سن کر فوراً میز سے اٹھا اس نے بل پہلے ہی ادا کر دیا تھا اور وہ تیز تیز چلتا ہوا کیفے سے باہر نکل آیا۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور تھوڑی دور واقع ایک اور کیفے میں جا کر بیٹھ گیا۔

روچا کے بٹن دبانے کے چند لمحے بعد ایک بیرہ پھرتی سے کمرے میں داخل ہوا۔

یس سر۔

جیفر کو بلاؤ۔

اوکے باس۔

بیرہ واپس چلا گیا۔

چند لمحے بعد کاؤنٹر مین جس کو جولیا کا تھپڑ پڑا تھا اندر داخل ہوا اندر کی پوزیشن دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا۔

دیکھو ٹونی ان کا استقبال کرو۔ مس صاحبہ کو نمبر ۹ سے جانا ہے۔

اوکے باس۔

ٹونی بھرپور نظروں سے جولیا کو دیکھتا ہوا واپس مڑ گیا۔

تم اس کا خیال رکھو میں اس کے ساتھی کا پتہ کرتا ہوں۔

روچا نے غنڈے سے کہا اور خود باہر نکل آیا۔ وہ سیڑھیاں اتر کر ہال میں داخل ہوا اور پھر اس نے گہری نظروں سے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھا

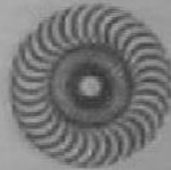
لیکن وہاں اسے کوئی بھی مشکوک نظر نہ آیا۔

بلیک زیرو دین کو لفظ سن کر کیفے سے باہر نکل آیا اور ٹہلتے ٹہلتے روبیا
کی پچھلی گلی میں آگیا۔ اسے معلوم تھا کہ روبیا کا ایک مخصوص دروازہ پچھلی گلی میں
واقع ہے اس لیے اسے امید تھی کہ دین اسی گلی میں کھڑی ہو گی اور واقعی ایک سیاہ
رنگ کی دین وہاں کھڑی تھی۔ وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا دین کے قریب آیا
دین میں کوئی آدمی نہیں تھا شاید ڈرائیور کو اطلاع کرنے گیا تھا اس نے
جلدی سے جیب سے ایک چھوٹا سا چپٹا سا ڈبہ نکالا اور اس کے ساتھ ایک
سلوشن ٹیپ لگا ہوا تھا۔ اس نے پھرتی سے دین کے پچھلے بمپر کے نیچے
اس ڈبے کے ٹیپ کو چپکا دیا۔ اور پھر خود مطمئن انداز میں چلتا ہوا گلی پار کر گیا
یہ تعاقب کرنے کا محفوظ ترین انداز تھا اور یہ عمران کی مخصوص ایجاد تھی
اس ڈبے میں ایک مخصوص بے رنگ سیال تھا جو کار چلنے کے ساتھ ساتھ
دھیرے دھیرے سڑک پر گرتا چلا جاتا۔ اسے ہر شخص نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ایک
مخصوص عینک پہننے سے یہ سڑک پر پڑا ہوا دور سے چمکتا تھا۔ اور تعاقب کنندہ
وہ عینک پہن کر بڑے آرام سے اس سیال کو دیکھتا ہوا تعاقب کرتا رہتا۔ یہ
انتظام کر کے بلیک زیرو دوبارہ کیفے میں آکر بیٹھ گیا۔

اس دوران اس نے سنا کہ جولیا کو پستول کا دستہ مار کر بے ہوش کر دیا گیا
اور روبیا اسے دین میں لادنے کے احکام دے رہا تھا۔ جولیا کو دین میں

... دیا گیا اور پھر دین چل پڑی روبیا نے ڈرائیور کو تعاقب کا خاص خیال رکھنے
کی ہدایت کی اور دین چل پڑی۔

بلیک زیرو بڑے اطمینان سے کیفے میں بیٹھا مسکرا رہا تھا کافی دیر
بعد وہ اٹھا اس نے بل ادا کیا اور کار لے کر دین کے پیچھے چل پڑا اس
نے وہ مخصوص عینک پہن رکھی تھی اور سڑک پر چمکتا ہوا سیال اسے بخوبی نظر آ
رہا تھا۔



ایک بہت بڑے ہال میں عمران کیپٹن
شکیل ۔ جوزف ۔ صدیقی ۔ جولیا ۔ صفدر اور
سپرنٹنڈنٹ فیاض کرسیوں پر بیٹھے ہوئے
تھے ۔ یہ مجرموں کا مقامی ہیڈ کوارٹر تھا چار
غنڈے ہاتھوں میں مشین گنیں لئے ہال کے
چاروں کونوں میں کھڑے تھے اور ہال میں تین
نقاب پوش بھی موجود تھے وہ سب خاموش
تھے تھوڑی دیر بعد ان میں سے ایک نے کہا
"باس ابھی تک نہیں آیا"
اس نے کہا تو ہے کہ وہ آ رہا ہے

کب پہنچتا ہے!
دوسرے نے جواب دیا۔
بھائی صاحب پانی تو پلا دو کافی دیر کی خاموشی سے عمران کی زبان کھجلانے
لگی تھی۔
باس کے آنے پر سب کچھ ملے گا ابھی خاموش رہو۔ ایک نقاب پوش نے
اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
تو کیا تمہارا باس بہشتی کا کام کرتا ہے۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
لیکن وہ شخص بہشتی کا مطلب نہ سمجھ سکا۔
بہشتی کیا۔ اس نے ازراہ تجسس پوچھ لیا
بہشتی ہمارے ہاں ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو بہت سخی ہو
خاموش رہو شاید باس آ رہا ہے۔ نقاب پوش نے جلدی سے کہا کیونکہ
ہال میں لگا ہوا سرخ بلب جلد جلنے بجھنے لگا تھا۔
تو کیا میں تمہارے باس سے ڈرتا ہوں۔ عمران نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔
شٹ اپ۔ نقاب پوش غصے سے چیخ پڑا۔
بری بات ہے چیخنے سے انسان کو سرطان ہو جاتا ہے۔
عمران نے اسی لہجہ میں کہا۔
اس سے پہلے کہ نقاب پوش کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک دبلا

پتلا طویل قامت نقاب پوش اندر داخل ہوا۔

سب نقاب پوش اسے دیکھتے ہی ادب سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران نے بھی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کرسی سمیت فرش پر لڑھک گیا۔

باس کے اشارے پر ایک غنڈے نے آگے بڑھ کر عمران کو کرسی سمیت سیدھا کر دیا۔

شش شکریہ بھائی صاحب۔ عمران یوں ہانپنے لگا جیسے بیس میل کی دوڑ لگا کر آیا ہو۔ اس کے چہرے پہ حماقتیں بھرپور انداز میں جلوہ دکھا رہی تھیں۔

باس ایک کرسی پہ آ کر بیٹھ گیا۔

عمران کون ہے؟ اس کی گمبھیر آواز ہال میں گونجی۔

یہ۔ ایک نقاب پوش نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ہوں۔ اس نے سر ہلایا۔

باقی کون ہیں؟ اس نے دوبارہ پوچھا۔

میرے ساتھی ہیں حضور۔ عمران کا لہجہ انتہائی فدویانہ تھا۔

شٹ اپ۔ باس نے اسے ڈانٹا اور عمران یوں ڈر کر سمٹ گیا جیسے اس کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔

یہ اس کے ساتھی ہیں ایک نقاب پوش نے بولا جوزف صدیقی اور کیپٹن شکیل کی طرف اشارہ کیا اور پھر صفدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ [illegible] کمانڈر برانچ کا جاسوس ہے۔ اور پھر فیاض کی طرف دیکھ کر کہا یہ یہاں کی متعلقہ سی آئی ڈی کا سپرنٹنڈنٹ ہے۔

ٹھیک ہے۔ باس نے سر ہلایا وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔

نمبر سکسٹین کہاں ہے اس نے ایک نقاب پوش سے کہا۔

بلیک روم میں سر۔ نقاب پوش نے مودبانہ جواب دیا۔

اسے بلاؤ۔

اور ایک نقاب پوش کے اشارے پر دروازے کے پاس کھڑا ہوا غنڈہ باہر چلا گیا۔ چند لمحے بعد ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا۔

سامان تیار ہے۔ باس نے اس سے پوچھا۔

یس سر۔ نمبر سکسٹین نے سر جھکا کر کہا۔

لے آؤ۔ باس نے کہا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ کون سا سامان ہوگا شاید یہ لوگ یہاں سے بھاگ جاتے ہیں۔

چند لمحے بعد اس نے منہ بنایا کیوں کہ وہ نقاب پوش اندر داخل ہوا تھا اس کے ہاتھ میں الیکٹرک کادیہ اٹھایا ہوا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ اذیت کے سامان کے متعلق پوچھ رہا تھا کادیہ ایک چھوٹا سا اوزار ہوتا ہے جس سے الیکٹرک

پتلا طویل قامت نقاب پوش اندر داخل ہوا۔

سب نقاب پوش اسے دیکھتے ہی ادب سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران نے بھی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کرسی سمیت فرش پر لڑھک گیا۔

باس کے اشارے پر ایک غنڈے نے آگے بڑھ کر عمران کو کرسی سمیت سیدھا کر دیا۔

شش شکریہ بھائی صاحب۔ عمران یوں ہانپنے لگا جیسے ریس میں کی دوڑ لگا کر آیا ہو۔ اس کے چہرے پر حماقتیں بھرپور انداز میں جلوہ دکھا رہی تھیں۔

باس ایک کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

عمران کون ہے؟ اس کی گھمبیر آواز ہال میں گونجی۔

یہ۔ ایک نقاب پوش نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ہوں۔ اس نے سر ہلایا۔

باقی کون ہیں؟ اس نے دوبارہ پوچھا۔

میرے ساتھی ہیں حضور۔ عمران کا لہجہ انتہائی مودبانہ تھا۔

شٹ اپ۔ باس نے اسے ڈانٹا اور عمران یوں ڈر کر سمٹ گیا جیسے اس کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔

یہ اس کے ساتھی ہیں ایک نقاب پوش نے کہا۔ جوزف صدیقی اور کیپٹن

شکیل کی طرف اشارہ کیا اور پھر صفدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ جمیل ہے اور پھر نعمانی کی طرف دیکھ کر کہا یہ یہاں کی متعلقہ کرائمز برانچ کا جاسوس ہے۔

سی آئی ڈی کا سپرنٹنڈنٹ ہے۔

ٹھیک ہے۔ باس نے سر ہلایا وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔

نمبر سکسٹین کہاں ہے اس نے ایک نقاب پوش سے کہا۔

بلیک روم میں سر۔ نقاب پوش نے مودبانہ جواب دیا۔

اسے بلاؤ۔

اور ایک نقاب پوش کے اشارے پر دروازے کے پاس کھڑا ہوا غنڈہ باہر چلا گیا۔ چند لمحے بعد ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا۔

سامان تیار ہے۔ باس نے اس سے پوچھا۔

یس سر۔ نمبر سکسٹین نے سر جھکا کر کہا۔

لے آؤ۔ باس نے کہا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ کون سا سامان ہوگا شاید یہ لوگ یہاں سے بھاگنا چاہتے ہیں۔

چند لمحے بعد اس نے منہ بنایا کیونکہ وہ نقاب پوش اندر داخل ہوا تھا اس کے ہاتھ میں الیکٹرک کادیہ اٹھایا ہوا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ اذیت کے سامان کے متعلق پوچھ رہا تھا کادیہ ایک چھوٹا سا اوزار ہوتا ہے جس سے الیکٹرک

دائروں میں جوڑ لگائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اب اس کا دیہ سے ان میں سے
کسی کے جسم کو جلایا جائے گا۔

عمران کو آگے لے آؤ۔ باس نے حکم دیا۔

اور دو نقاب پوش عمران کو کرسی سمیت اٹھا کر ہال کے ایک ستون کے پاس
لا کر رکھ دیا باس اس ستون کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

اس کی قمیض پھاڑ ڈالو۔ اور ایک غنڈے نے اس کی قمیض کی آستین پھاڑ ڈالی۔

ارے ارے ....... رے ... ظالمو .... اتنی قیمتی قمیض کا ستیاناس کر دیا۔ عمران
نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

کوئی بات نہیں نئی مل جائے گی۔

باس نے اطمینان سے کہا۔

اچھا پھر ٹھیک ہے۔ عمران جیسے مطمئن ہو گیا۔

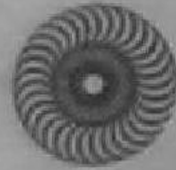
لنگا ڈبا لنے آہستہ سے کہا۔

اور ان میں سے ایک نقاب پوش نے کادیہ کا سوئچ پلگ میں لگایا اور ایک منٹ
بعد جب کادیہ سرخ ہو گیا تو اس نے اسے عمران کے بازو کی طرف بڑھایا۔

---



بلیک زیرو سیال کی مدد سے تعاقب
کرتا ہوا دارالحکومت آ پہنچا۔ تعاقب گلگس لین
کی ایک وسیع و عریض کوٹھی پر آ ختم ہوا
کوٹھی پر نہ کوئی نمبر پلیٹ لگی ہوئی تھی اور
نہ کوئی نیم پلیٹ موجود تھی کوٹھی کا پھاٹک
بند تھا اس نے کافی آگے جا کر ایک چھوٹی سی
گلی میں اپنی کار روکی اور اتر کر خود کوٹھی کی
پچھلی طرف آ گیا اندھیرا کافی بڑھ گیا تھا۔
اس لئے دیکھ لئے جانے کے امکانات کم تھے



کادیہ عمران کے بازو سے چمٹ گیا اُس
کے جلنے کی سرانڈ ہال میں پھیل گئی۔ جول
نے آنکھیں بند کر لیں لیکن عمران کے چہرے
پر ایک شکن بھی نہ آئی اب اس کے چہرے
پر بے پناہ سنجیدگی طاری تھی کیپٹن شکیل
سوچ رہا تھا کہ یہاں سے چھٹکارا کیسے
حاصل کیا جائے کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں
نہیں آئی تھی۔

آخر تم یہ تشدد کیوں کر رہے ہو؟ عمران
نے بے پناہ سنجیدگی سے پوچھا۔

تاکہ تم بتا سکو کہ ایکسٹو کون ہے۔

باس نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

میں نے بتایا تو ہے کہ ایکسٹو میرے پالتو طوطے کا نام ہے۔

تم فکر نہ کرو ابھی یہ طوطا انسان میں بدل جائے گا۔

اچھا تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کادیہ جادو کا ہے۔

ہاں۔

اور پھر اس کے اشارے سے نقاب پوش نے کادیہ دوبارہ عمران کے بازو پر لگا دیا۔ عمران کے بازو سے چربی نکل آنے لگی۔

عمران کی آنکھوں میں وحشت کی جھلکیاں نظر آنے لگیں۔

کیپٹن شکیل نے آخر ایک ترکیب سوچ لی۔ بازو کی رسیاں کھولنا تو اس کے لئے کوئی مشکل نہ تھا اس سلسلے میں تو اس کے ہاتھ کا مخصوص کنگن کافی تھا لیکن اصل مسئلہ ہال کی پوزیشن پر قابو پانا تھا۔ آخر اس سے عمران کی تکلیف برداشت نہ ہو سکی اس نے کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنے پر عمل پیرا ہونے کا فیصلہ کیا اور چند لمحے بعد اس کے ہاتھ رسیوں سے آزاد ہو چکے تھے۔

عمران اب بالکل خاموش تھا اس کے دونوں بازوؤں پر کافی زخم آ چکے تھے لیکن عمران کے منہ سے ایک سسکی بھی نہ نکلی۔

اس نے آزاد ہوتے ہی ادھر ادھر نظر ڈالی شکر یہ تھا کہ سب لوگوں کی توجہ

عمران کی طرف تھی اس کی کرسی ایک کونے میں تھی اور اس سے چند قدموں پر ایک غنڈہ ہاتھوں میں مشین گن لئے کھڑا تھا اس نے سوچا اگر میں اس مشین گن پر قابو کر لوں تو شاید کوئی بات بن جائے غنڈہ بھی عمران کی طرف متوجہ تھا اس نے بیٹھے بیٹھے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی اور اس کی ہتھیلی کی ضرب غنڈے کی گردن توڑ چکی تھی تمام لوگ چونک پڑے ایک لمحے کے لئے سچویشن کسی کی سمجھ میں نہ آئی اسی لمحے مشین گن چلی اور پھر ایک ایک لمحے کے بعد باقی تینوں غنڈے مشین گنوں سمیت فرش پر ڈھیر ہو چکے تھے لیکن دوسرے لمحے تمام نقاب پوش کے ہاتھوں میں ریوالور چمکے باس اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوا لیکن کیپٹن شکیل کی مشین گن کا رخ اس کی طرف ہوا لیکن ایک نقاب پوش کے ریوالور سے گولی نکلی اور مشین گن شکیل کے ہاتھوں گر گئی گولی اس کے ہاتھ پر پڑی تھی لیکن اس سے پہلے کہ دوسری گولی کیپٹن شکیل کے جسم میں راہ ڈھونڈتی روشندان سے ایک فائر ہوا اور ہال میں جلنے والی ایک ایک ٹیوب بجھ گئی یہ فائر یقیناً بلیک زیرو نے کیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی اور اندازہ کے مطابق وہ ادھر جا گرا جہاں ان کا باس موجود تھا لیکن وہ اندھیرے میں اس ستون سے جا ٹکرایا جہاں کا دیہ لگا ہوا تھا وہ پھرتی سے اٹھا لیکن پھر وہ عمران کی کرسی سے جا ٹکرایا اس نے کنگن استعمال کیا اور پھر عمران بھی رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا۔ عمران پھرتی سے زمین پر رینگ گیا ہال میں

اں چل رہی تھیں اچانک ایک چیخ ابھری یہ چیخ جوزف کی تھی شاید اسے ک گئی تھی اور کیپٹن شکیل نے فائر سے ہونے والی روشنی میں چھلانگ ی اور اب کی بار اس کا ہاتھ یقیناً نقاب پوش تک گیا تھا اس کا ہاتھ ص انداز میں چلا اور اس نقاب پوش کی چیخ فضا میں گونج اٹھی کنگن کے ی استعمال سے شاید اس کی گردن کٹ گئی تھی ہال میں افراتفری مچی ہوئی تھی۔ ن کونے میں پڑی ہوئی مشین گن کی طرف لپکا تھا۔ لیکن ابھی مشین گن سے رہی تھا کہ کوئی اس پر آ پڑا۔ عمران نے پھرتی سے ٹانگیں چلائیں لیکن حملہ ور شخص تھا وہ تقریباً اس سے چمٹ چکا تھا وہ بھی کافی طاقت ور معلوم ہو رہا اتنے میں عمران کے ہاتھ میں اس کا بازو آ گیا اس نے جھٹکے سے اس کا مروڑ دیا لیکن پھر اس کی گردن پر زور دار ہاتھ لگا اس کی گردن پر بلی سی ی گئی اگر اتفاق سے اس کی گردن ایک طرف نہ جھک گئی ہوتی تو یقیناً کاری آتا اس کے ذہن میں کوندا سا لپکا۔ کہ یہ کہیں کیپٹن شکیل نہ ہو۔

شکیل۔ اس کے منہ سے نکلا۔

اور دوسرے لمحے تنایاں ایک طرف ہو گیا

عمران صاحب۔

وہ واقعی کیپٹن شکیل تھا۔ عمران اس کے خونی کنگن سے بال بال بچا تھا۔

لاحول ولاقوۃ ...... تم نے تو مار دیا تھا۔

عمران نے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

گردن سے خون رس رہا تھا کیونکہ اس کی چپچپاہٹ عمران کو اپنے ہاتھوں پر محسوس ہوئی۔ ہال میں اب سکون تھا شاید نقاب پوش ہال سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔

اتنے میں روشندان سے ٹارچ کی روشنی اندر پڑی۔

عمران جلدی سے اپنے ساتھیوں کو رہا کرو۔ مجرم نکل گئے ہیں۔

آواز ایکسٹو کی تھی جولیا نے جو کرسی سمیت فرش پر پڑی اطمینان کی سانس [illegible]

ہال واقعی نقاب پوشوں سے خالی تھا۔

ٹارچ ادھر ادھر ڈالیے شاید کوئی دوسری ٹیوب کمرے میں ہو۔

عمران نے ہانک لگائی۔

اور پھر ٹارچ کی روشنی میں اسے ایک ٹیوب نظر آ گئی اس نے پھرتی سے ... بورڈ کے بٹن دبانے شروع کر دیئے ایک بٹن کے دبنے سے ہی ہال ... جگمگا گیا۔

عمران اور کیپٹن شکیل نے پھرتی سے سب کی رسیاں کھول دیں جوزف ... بازو زخمی تھا۔

اتنے میں بلیک زیرو روشندان توڑ چکا تھا اور دوسرے لمحے اس نے ... چھلانگ لگا دی وہ پیروں کے بل فرش پر آ گرا۔

عمران اور کیپٹن شکیل کے علاوہ باقی سب لوگ چلے جائیں۔

عمران تم کام کر سکتے ہو؟ بلیک زیرو کی نظر عمران کے بازوؤں پر پڑی جو ... سے پر تھے۔

بالکل۔ عمران نے کہا۔

تو چلو میرے ساتھ۔

اور پھر عمران اور کیپٹن شکیل بلیک زیرو ......... ہال سے باہر نکل ... ساری کوٹھی خالی تھی وہ تینوں بھاگتے ہوئے پھاٹک پر پہنچے بلیک زیرو ... دیکھا کہ سیاہ وین بھی غائب تھی۔

پھاٹک کھلا ہوا تھا۔

وہ تینوں دوڑتے ہوئے سڑک پر آ گئے۔

طوطے اڑ گئے باس۔ عمران نے بلیک زیرو کو مخاطب ہو کر کہا کیونکہ سڑک ... تھی۔

نہیں تم چلو۔ اور پھر وہ بلیک زیرو کے پیچھے بھاگنے لگے۔

گلی میں اس کی کار کھڑی تھی۔

لیکن عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

شٹ اپ جلدی کرو وقت کم ہے۔ ایکسٹو نے تلخ لہجے میں کہا اور عمران ... سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا کار میں بیٹھ گیا۔

بلیک زیرو نے نقاب اتار دیا۔

کیپٹن شکیل نے جلدی سے اس کے چہرے پر نظر ڈالنی چاہی۔

ییس بلیک اب ییس سون شکیل۔ بلیک زیرو کیپٹن شکیل کا ارادہ بھانپ چکا تھا۔ کیپٹن شکیل جھینپ کر رہ گیا

کار میں چونکہ اندھیرا تھا اس لئے کیپٹن شکیل اسے اچھی طرح نہ دیکھ پھر وہ کسر ملے بلیک زیرو نے وہ مخصوص عینک پہنا لی اسے دیکھ کر نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ مجرم کہیں نہیں جا سکتے

ان کی کار تیز رفتاری سے ریکارڈ توڑتی ہوئی بھاگی جا رہی تھی۔ کیپٹن ش حیران تھا کہ یاسر کہاں جا رہا ہے جبکہ مجرموں کی کار کہیں نظر بھی نہیں رہی تھی وہ ابھی تک تعاقب کے اس طریقے سے بے خبر تھا اس لئے اس حیرت ہو رہی تھی۔

کار دوڑتی رہی اور پھر اس کا رخ ساحل سمندر کی طرف ہو گیا عمران سمجھ مجرم سمندر کی جانب بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار سمندر سے کافی دور ایک گودی کی طرف مڑ جب ایک موڑ مڑ کر وہ آگے بڑھے تو وہ سمندر کے کنارے مجرموں کی نظر آئی۔ مجرم ایک لانچ پر چڑھ رہے تھے جب تک ان کی کار ساحل کے قریب پہنچی مجرموں کی لانچ سمندر میں کافی دور جا چکی تھی بلیک زیرو عمران

کیپٹن شکیل پھرتی سے کار سے نکلے انہوں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی کوئی لانچ یا کشتی نظر نہ آئی۔

کیپٹن شکیل مایوسی سے ہاتھ ملنے لگا لیکن بلیک زیرو نے جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکال لیا وہ اس پر کسی کو کال کر رہا تھا۔

ہیلو نیول ہیڈ کوارٹر۔ ہیلو نیول ہیڈ کوارٹر۔ وہ تیزی سے بول رہا تھا عمران بڑے اطمینان سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

زخموں کی وجہ سے اس کی تکلیف کافی بڑھ گئی تھی دوسرے سمندر کی ہوا نے جیسے اس کے زخموں پر نمک چھڑک دیا تھا۔

یس نیول ہیڈ کوارٹر سپیکنگ۔ ٹرانسمیٹر سے دوسری آواز ابھری۔

ایکسٹو سپیکنگ۔ اوور۔

کوڈ نمبر۔ دوسری طرف سے شاید آپریٹر تھا۔

نمبر سیکس سون سکس ایکسٹو جلدی سے نیول کمانڈر سے رابطہ قائم کراؤ

اوکے سر۔ آپریٹر کی آواز آئی۔

چند لمحے بعد نیول کمانڈر لطیف الرحمن کی آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

یس۔ نیول کمانڈر لطیف الرحمن سپیکنگ سر۔

دیکھئے ایک لانچ مجرموں سمیت گودی نمبر ۵ سے کسی طرف گئی ہے اپنی تمام چوکیوں کو اطلاع کر دو اور ایک تیز رفتار لانچ گودی نمبر ۵ پر فوراً بھجوا دو جلدی

بلیک زیرو نے حکم دیا۔ اور کیپٹن شکیل ایکسٹو کے اختیارات پر ششدر رہ گیا۔

اوکے سر۔

اوور اینڈ آل۔ بلیک زیرو نے یہ کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال دیا۔ اور پھر کیپٹن شکیل کو حکم دیا کہ کار کی ڈگی میں سے تین شیشی گیس اور تین چیس کے ترتیب ٹائم بم نکال لائے کیپٹن شکیل پھرتی سے کار کی طرف بڑھ گیا۔ کوئی پندرہ منٹ بعد ایک لانچ تیزی سے ان کی طرف آتی ہوئی نظر آئی۔ وہ لانچ ان کے پاس آ کر رکی وہ تینوں پھرتی سے اس پر سوار ہو گئے۔

ٹولاشیو تم یہیں رہو یہ کہہ کر بلیک زیرو نے لانچ چلا دی لانچ واقعی تیز رفتار تھی اور پھر بلیک زیرو لانچ کو پوری سپیڈ سے چلا رہا تھا اس کا رخ ادھر تھا جدھر مجرموں کی لانچ گئی تھی۔



مجرموں کی لانچ پوری تیزی سے سمندر میں جا رہی تھی اس پر چار آدمی تھے اب انہوں نے نقاب اتار دیئے تھے وہ چاروں کے چاروں غیر ملکی تھے ان کا باس دوربین لگائے پیچھے دیکھ رہا تھا۔

مشرق کی طرف چلو۔

اس نے لانچ چلانے والے کو حکم دیا۔

اور لانچ کا رخ مشرق کی طرف ہو گیا۔

باس مجھے حیرت ہے شکیل نے رسیوں سے کیسے ہاتھ آزاد کرا لیے۔ ان میں سے

ایک آدمی نے باس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

شٹ اپ۔ تم لوگوں کی بیوقوفی نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔

باس فکر کی بات کاہے کو ہے فائل ہمارے پاس محفوظ ہے۔

ہم ان کی پہنچ سے کافی دور نکل آئے ہیں۔

دراصل غلطی مجھ سے ہوئی مجھے فوراً میجر آپریشن شروع کرا دینا چاہیے تھا میں ایکسٹو کے چکر میں پڑ گیا۔

باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

باس میجر آپریشن تو اب بھی ہو سکتا ہے ان میں سے ایک نے کہا۔

نہیں اب وہ پوری طرح چوکنے ہو گئے ہوں گے اور پھر اب ایکسٹو کی ساری ٹیم میدان میں آجائے گی ہمیں چاہیے تھا کہ ایکسٹو کا پتہ چلانے کی بجائے ان سب لوگوں کو گولی مار دیتے ..... اکیلا ایکسٹو کیا کر سکتا تھا۔

باس ادھر ایک چوکی ہے۔ لانچ والے نے کہا۔

چوکی سے کترا کر چلو۔ باس نے حکم دیا۔

اور لانچ کا رخ ذرا سا تبدیل ہو گیا لیکن پھر انہیں چوکی سے ایک لانچ اپنی طرف آتی نظر آئی۔

خطرہ باس نے کہا۔

اور اب پھر ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں نظر آ رہی تھیں۔

جتنا تیز چلا سکتے ہو چلاؤ باس نے حکم دیا۔

اور لانچ جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ اب وہ پوری سپیڈ پر چل رہی تھی چونکہ کی لانچ ان سے کافی پیچھے رہ گئی تھی شاید وہ اتنی تیز رفتار نہ تھی۔

اور تیز چلاؤ۔

باس نے چیختے ہوئے کہا۔

باس لانچ آخری سپیڈ پر چل رہی ہے

لانچ چلانے والے نے کہا۔

پھر ان کی لانچ کی رفتار یکدم آہستہ ہو گئی۔

کیا ہو گیا۔

باس غصے سے چیخا

سر پیٹرول ختم ہو گیا۔

لانچ چلانے والے نے روتے ہوئے کہا۔

کیا باس کے ساتھ سب چونک پڑے۔

اور پھر باس کی مشین گن نے آگ اگلی اور لانچ چلانے والا ایک زوردار چیخ سے اچھلا اور سمندر میں جا گرا۔

گدھا۔

باس نے کہا۔

اب کیا کریں باس۔ تعاقب کرنے والی لانچ جلد ہی ہمیں پکڑ لے گی۔
جلدی سے غوطہ خوری کا لباس پہن لو یہاں سے منزل زیادہ دور نہیں
اور پھر چند ہی منٹ بعد وہ چاروں غوطہ خوری کا لباس پہن کر سمندر میں کود گئے
لانچ سمندر کے سینے پر ڈول رہی تھی اس کا انجن بند ہو چکا تھا۔



عمران وغیرہ کی لانچ تیزی سے دوڑ رہی
تھی ان کا رخ اس چوکی کی طرف تھا جہاں
سے ٹرانسمیٹر پر انہیں اطلاع ملی تھی کہ ایک
لانچ دیکھی گئی ہے تھوڑی دیر بعد انہیں
ایک لانچ دوڑتی ہوئی نظر آئی لیکن اس کا
رنگ بتا رہا تھا کہ وہ لانچ سرکاری ہے۔
تھوڑے سے وقفے کے بعد وہ لانچ کے قریب
پہنچ گئے۔
کدھر گئی ہے وہ لانچ۔ عمران نے چیخ

بحری سپاہیوں نے ایک طرف اشارہ کیا۔

اور ان کی لانچ پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگی کافی دور انہیں سمندر کے سینے پر ایک لانچ تیرتی ہوئی نظر آئی جب وہ اس کے قریب آئے تو وہ خالی تھی اس کا انجن بند تھا ان کی لانچ اس لانچ کے قریب آ کر رک گئی عمران اور کیپٹن شکیل پھرتی سے اس لانچ پر چڑھ گئے۔

سر اس کا پٹرول ختم ہو گیا ہے۔ عمران نے بلیک زیرو کو بتایا۔

پھر تو مجرم کہاں گئے؟ بلیک زیرو نے الجھن آمیز لہجے میں کہا کیوں کہ دور تک سمندر سپاٹ تھا ساحل بھی وہاں سے کافی دور تھا اس لئے یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ مجرم تیر کر ساحل پر جا پہنچے ہوں۔

باس یہاں ایک غوطہ خوری کا لباس پڑا ہوا ہے۔

اتنے میں کیپٹن شکیل کی آواز آئی وہ کیبن کی تلاشی لے رہا تھا۔

اب سمجھ میں آگیا مجرم غوطہ خوری کا لباس پہن کر سمندر میں کود گئے ہیں بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اتنے میں سرکاری لانچ بھی ان کے قریب پہنچ چکی تھی۔

تم لوگوں کے پاس غوطہ خوری کے لباس ہیں۔

عمران نے ان سے پوچھا۔

یس سر ان کے آفیسر نے جواب دیا۔

ہمیں لباس اور دے دو اور تین لباس مع آکسیجن کی بڑی شیشیوں کے ان کے پاس پہنچ گئے تینوں نے جلدی سے وہ لباس پہنے پھر انہوں نے پانی میں چلنے والی مخصوص گنیں بھی ان سے لیں اور انہیں وہیں ٹھہرنے کا حکم دے کر سمندر میں کود گئے وہ کافی دیر تک سمندر کے اندر تیرتے رہے لیکن کوئی شخص انہیں نظر نہ آیا۔ ادھر کوئی چیز ہے۔ بلیک زیرو اور عمران کے لباس میں لگے ہوئے ٹرانسیٹر پر کیپٹن شکیل کی آواز ابھری یہ مخصوص طرز کا ٹرانسیٹر ہر غوطہ باز کے لباس میں لگا ہوتا ہے تاکہ وہ آپس میں آسانی سے بات چیت کر سکیں اور ادھر دیکھنے میں جدھر کیپٹن شکیل نے اشارہ کیا انہیں کافی دور سمندر کے اندر ایک دھبہ نظر آیا وہ تینوں اس طرف تیرنے لگے۔ نزدیک آنے پر انہیں ایک بڑا گھونگھا نظر آیا۔

اتنا بڑا گھونگھا انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا نزدیک آ کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں کیوں کہ جس کو وہ گھونگھا سمجھ رہے تھے وہ دراصل ایک بہت بڑی آبدوز تھی جس کی شکل گھونگھا جیسی تھی۔ آبدوز پانی میں ساکن کھڑی تھی۔ وہ تیرتے ہوئے اس کے نزدیک آ گئے لیکن آبدوز کا کوئی دروازہ نظر نہیں آ رہا تھا انہوں نے اس کے چاروں طرف چکر لگایا لیکن بے سود ابھی وہ اس الجھن میں تھے کہ کیا کیا جائے۔ اچانک انہیں آبدوز کی ایک طرف سے دروازہ کھلتا نظر آیا۔

وہ تینوں آبدوز کی مختلف سائڈوں کی آڑ میں ہو گئے دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک غوطہ خور باہر نکلا وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کیپٹن شکیل اس

غوطہ خور سے زیادہ نزدیک تھا چنانچہ وہ پھرتی سے آگے بڑھا اور پھر اس سے قبل کہ وہ غوطہ خور چونکتا۔ کیپٹن شکیل اس سے لپٹ گیا اچانک دھکے سے مجرم کی گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی اس کے ہاتھ میں گن نہ دیکھ کر کیپٹن شکیل نے اسے چھوڑ دیا وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا لیکن کیپٹن شکیل کی گن سے شعلہ نکلا اور پھر وہ غوطہ خور تڑپنے لگا۔ چند لمحے بعد وہ غوطہ خور مردہ ہو کر سمندر کی سطح کی طرف جانے لگا۔

دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ تینوں آہستہ سے اس کی طرف بڑھنے لگے چند لمحوں بعد وہ تینوں آب دوز میں داخل ہو چکے تھے عمران سب سے آخر میں تھا اس نے پلٹ کر آبدوز کا دروازہ بند کر دیا یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا "میرے خیال میں غوطہ خوری کا لباس اتار دینا چاہئے تاکہ چلنے اور لڑنے میں آسانی رہے" عمران نے کہا۔

اور پھر بلیک زیرو کے علاوہ ہر ایک نے وہ لباس اتار دیئے بلیک زیرو آگے بڑھا اس نے سائڈ کا دروازہ کھولا تو ایک پستول کی نالی اس کے سینے سے لگ گئی۔

"سالوٹ" پستول والے آدمی نے تیزی سے کہا لیکن بلیک زیرو نہیں جانتا تھا کہ اس کے جواب میں کیا کہنا ہے چنانچہ اس نے پھرتی سے پستول کی نالی پر ہاتھ ڈال دیا۔ پستول فوراً اس کے قبضہ میں آ گیا کیونکہ پستول والا بلیک زیرو

کی شکل دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کون ہے؟ ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا تھا چنانچہ بلیک زیرو نے فوراً لبلبی دبائی اور پھرتی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ ایک منٹ بعد وہ مردہ پڑا تھا عمران اور کیپٹن شکیل بھی اندر آ گئے اس شخص کی لاش گھسیٹ کر انہوں نے اس چھوٹے کمرے میں ڈال دی یہ ایک لمبی سی گیلری تھی جس کے دونوں طرف کمرے بنے ہوئے تھے انہوں نے نزدیکی کمرے کا دروازہ کھولا یہ شاید اسٹور تھا کیونکہ اس میں مختلف قسم کا اسلحہ بھرا ہوا تھا۔ تینوں نے یہاں سے مشین گنیں اٹھا لیں وہ آگے بڑھے اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتے ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک شخص تیزی سے باہر آیا بلیک زیرو کی مشین گن سے شعلے نکلے مشین گن کی تڑتڑاہٹ میں اس کی چیخ دب گئی پھر یوں محسوس ہوا جیسے آبدوز میں افراتفری مچ گئی ہو وہ تینوں پھرتی سے اس کمرے میں گھس گئے جس سے وہ شخص باہر نکلا تھا۔ اندر تین غیر ملکی کھڑے تھے عمران نے پہچان لیا ان میں سے ایک وہی باس تھا حالانکہ اس کے منہ پر نقاب نہ تھا لیکن اس کے جسم کی بناوٹ سے وہ سمجھ گیا تھا۔ اپنی طرف تین مشین گنیں اٹھی دیکھ کر انہوں نے ہاتھ اٹھائے اتنے میں گیلری میں بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"عمران تم دروازے کا خیال رکھو۔" بلیک زیرو نے مخصوص آواز میں کہا۔

اس سے ان کی توجہ ذرا سی ہٹی تھی کہ اچانک ان کا باس نزدیکی میز پر لگا بٹن دبا چکا تھا۔

کیپٹن شکیل کی مشین گن گونجی دو نقاب پوش تو وہیں ٹھہر گئے لیکن جس جگہ ان کا باس کھڑا تھا۔ وہ جگہ نیچے چلی گئی تھی۔ باس نیچے غائب ہو چکا تھا فرش مل چکا تھا۔ اتنے میں دروازہ کھلا...... اور عمران کی گن چل پڑی دروازے پر تین آدمی پڑے تڑپ رہے تھے۔

باہر نکلو۔ بلیک زیرو چیخا۔

اور وہ تینوں گیلری میں آ گئے۔

گیلری خالی تھی انہوں نے پھرتی سے باقی کمرے دیکھ ڈالے لیکن سب خالی گیلری کی دوسری سائیڈ میں ایک دروازہ بنا ہوا تھا وہ تینوں اس میں داخل ہو گئے یہاں سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے گئے وہ انجن روم میں پہنچ چکے تھے۔

انجن روم بھی انہیں خالی ملا شاید آبدوز میں زیادہ نفری نہ تھی۔ اور دو آدمی جو گیلری میں مارے گئے تھے انجن روم میں کام کرتے تھے وہ سب دار مجرموں کے سربراہ کو ڈھونڈ رہے تھے انجن روم کی سائیڈ میں ایک کمرہ جب وہ اس میں داخل ہوئے تو اس کا دروازہ انہیں کھلا ملا لیکن حیرت تھی کہ دروازہ کھلا ہونے کے باوجود پانی اندر نہیں آ رہا تھا عمران سمجھ گیا

سب تو ختم شعاعوں کا کرشمہ تھا یہ شعاعیں ابھی حال ہی کی ایجاد تھیں۔ ان شعاعوں کو پیدا کرنے والا آلہ دروازے پر لگا دیا جاتا تھا جب دروازہ کھلتا تو ان شعاعوں کی وجہ سے کمرے میں ہوا کا دباؤ بڑھ جاتا اور اس دباؤ کی وجہ سے پانی کمرے کے اندر داخل نہ ہو سکتا تھا جس دروازے سے وہ داخل ہوئے تھے وہاں بھی شاید یہی سسٹم لگا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے پھرتی سے دروازہ بند کیا مجرم آبدوز سے نکل گیا تھا وہ دوبارہ انجن روم میں داخل ہوئے وہاں ان کی نظر مشین میں لگے ہوئے بلب پر پڑی جو تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

فوراً واپس چلو۔ چند لمحے بعد آبدوز پھٹ جائے گی۔

بلیک زیرو نے کہا۔

تو کیا ہم اس مشین کو توڑ کر آبدوز کو نہیں بچا سکتے

کیپٹن شکیل نے کہا۔

ہرگز نہیں اب وقت گزر چکا ہے

عمران نے کہا۔

پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے گیلری میں آ گئے گیلری سے ہوتے ہوئے وہ اس کمرے میں پہنچے انہوں نے تیزی سے دوبارہ غوطہ خوری کے لباس پہنے اور پھر وہ دروازہ کھول کر آبدوز سے باہر سمندر میں داخل ہو گئے وہ تینوں تیزی سے تیر رہے تھے وہ آبدوز سے زیادہ سے زیادہ دور ہو جانا چاہتے

تھے۔ جب وہ کافی دور آ گئے تو سمندر میں ایک شعلہ سا لپکا بے پناہ لہریں پیدا ہوئیں اور اس گھونگھے نما آبدوز کے ٹکڑے اڑ گئے اب وہ سطح کے قریب پہنچ چکے تھے لہروں نے چند منٹ کے لئے انہیں سمندر میں خوب اچھالا لیکن پھر وہ کھلے سمندر میں پہنچ گئے۔

جیسے ہی وہ سطح سمندر پر اترے انہیں کچھ دور بہت سی لانچیں نظر آئیں وہ تیزی سے ان لانچوں کی طرف بڑھے یہ لانچیں تعداد میں چار تھیں جب وہ لانچوں کے نزدیک پہنچے تو انہیں نیول کمانڈر لطیف الرحمن ایک لانچ میں کھڑا نظر آیا۔

وہ دوسری لانچ پر چڑھ گئے وہ سیدھے کیبن میں گئے تاکہ غوطہ خوری کا لباس اتار سکیں۔ انہوں نے لباس اتارا۔ بلیک زیرو نے دوبارہ نقاب منہ پر لگا لیا تھا وہ نیول کمانڈر کے سامنے بغیر نقاب کے نہیں آنا چاہتا تھا۔ وہ باہر نکلے نیول کمانڈر آتے ہی ان کی لانچ پر آ چکا تھا۔ وہ سیدھا بلیک زیرو کی طرف بڑھا کیونکہ وہ نقاب کی وجہ سے سمجھ گیا تھا کہ یہی ایکسٹو ہوگا۔

کوئی اور غوطہ خور تو ادھر نہیں آیا۔ بلیک زیرو نے فوراً پوچھا۔

نو سر۔

ہوں تو فوراً ٹرانسمیٹر پر ایک ہیلی کاپٹر منگواؤ مجرم غوطہ خوری کا لباس پہن کر فرار ہو گیا ہے۔ وہ کہیں نہ کہیں ضرور ابھرے گا۔

یہ سمندر میں کیا معرکہ ہوا تھا جناب۔ نیول کمانڈر نے پوچھا۔

مجرموں کی آبدوز تباہ ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

آبدوز۔ نیول کمانڈر کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

مسٹر کمانڈر تم وقت ضائع کر رہے ہو۔

فوراً ہیلی کاپٹر منگواؤ۔

اور نیول کمانڈر فوراً اپنی لانچ کی طرف دوڑ گیا شاید اس کی مخصوص لانچ میں ٹرانسمیٹر فٹ تھا۔

پندرہ منٹ بعد ایک ہیلی کاپٹر ان کے سر پر پہنچ چکا تھا۔

ہیلی کاپٹر سے سیڑھی نیچے لٹکائی گئی اور پھر باری باری عمران کیپٹن شکیل اور بلیک زیرو ہیلی کاپٹر پر چڑھ گئے۔ عمران نے بلیک زیرو سے دوربین لے لی۔ اور نیچے سمندر کی طرف بغور دیکھنے لگا ہیلی کاپٹر سمندر کے اوپر پرواز کر رہا تھا وہ سطح سمندر پر اڑ رہا تھا۔ پھر دور انہیں ایک لانچ سمندر کے سینے پر تیرتی ہوئی نظر آئی۔ وہ ہیلی کاپٹر اس لانچ کی طرف بڑھ گیا جب وہ اس لانچ کے قریب پہنچا تو وہاں انہیں ایک آدمی مشین گن لئے کھڑا نظر آیا۔

ہوشیار۔ عمران نے ہانک لگائی۔

اور ہیلی کاپٹر ذرا بلندی پر ہو گیا۔

بم مار کر لانچ کو تباہ کر دو۔

بلیک زیرو نے کیپٹن شکیل کو حکم دیا اور کیپٹن شکیل نے ہیلی کاپٹر کے

ویلش بورڈ میں پڑا ہوا ایک دستی بم نکالا اس کا کلپ کھینچ کر لیور کو انگوٹھے
سے دبا دیا ہیلی کاپٹر اب دوبارہ لانچ کے اوپر پہنچ رہا تھا لیکن لانچ پر ابھی
تک مجرم مشین گن سیدھی کئے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنانے کے لئے تیار کھڑا تھا
جیسے ہی ہیلی کاپٹر لانچ کے عین اوپر پہنچا۔ کیپٹن شکیل نے نیچے جھک کر بم
پھینک دیا۔ اس سے پہلے کہ اس کا جسم دوبارہ ہیلی کاپٹر کے اندر ہوتا مشین
گن کی گولیوں کی بوچھاڑ ہیلی کاپٹر کو لگی ایک گولی کیپٹن شکیل کے بازو میں گھس گئی
اور کیپٹن شکیل اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا چنانچہ وہ الٹ کر ہیلی کاپٹر سے
باہر آ گیا اور پھر اس کا جسم تیزی سے سمندر کی طرف بھاگنے لگا مجرم کا نشانہ بے
حد ٹھیک رہا گولیاں ہیلی کاپٹر کی مشین میں لگ چکی تھیں اور ہیلی کاپٹر ڈوبنے لگا
کیپٹن شکیل کا پھینکا ہوا بم بھی لانچ [illegible] کے عین سر پر پھٹا اور پھر لانچ کے
ٹکڑے سمندر میں بکھر گئے۔

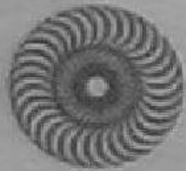
نیچے کودو بلیک زیرو نے تیزی سے کہا

اور پھر دوسرے لمحے بلیک زیرو اور عمران سمندر میں کود گئے اس سے پہلے
کہ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ نیچے کودتا ہیلی کاپٹر ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور
دونوں کے ٹکڑے ہوا میں بکھر گئے بلیک زیرو اور عمران تیر کی طرح سمندر میں گھستے چلے
گئے کیپٹن شکیل دوبارہ سمندر کی سطح پر پہنچ چکا تھا اس کے بازو سے خون
تیزی سے بہہ رہا تھا اس نے اپنے سے تھوڑی دور مجرم کو بھی پانی میں تیر

وہ زخم کی پرواہ کئے بغیر اس کی طرف لپکا اور اپنی بے پناہ قوت کے
ث وہ جلد ہی مجرم تک پہنچ گیا۔ بلیک زیرو اور عمران بھی دوبارہ سطح سمندر
بھر آئے تھے۔ اور پھر دونوں تیزی سے ان دونوں کی طرف تیرنے لگے۔
ہی عمران بازو کی تکلیف کے باعث زیادہ تیز نہیں سکتا تھا چنانچہ بلیک زیرو
سے آگے نکل گیا کیپٹن شکیل جیسے ہی مجرم کے نزدیک پہنچا مجرم سمندر میں
وطہ لگا گیا کیپٹن شکیل نے بھی اس کے پیچھے غوطہ لگایا لیکن اب مجرم کے
تھوں میں پتلا سا خنجر چمک رہا تھا۔ کیپٹن شکیل پھرتی سے اس کی طرف لپکا۔ مجرم
خنجر کا وار کیا لیکن کیپٹن شکیل ذرا سا پیچھے ہو گیا لیکن پھر بھی خنجر اس کے بازو کو
یرتا چلا گیا درد کی شدید لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی کیپٹن شکیل کے دونوں
زخمی ہو گئے لیکن اب اس کی آنکھوں میں وحشت چھا گئی۔ وہ پھرتی سے پلٹا اور
کی ٹانگ اس کے ہاتھ آتے آتے رہ گئی مجرم تیزی سے سطح سمندر کی طرف
گیا۔ لیکن اب اوپر بلیک زیرو اور عمران پہنچ گئے تھے مجرم نے بلیک زیرو
خنجر کا وار کیا ............ لیکن بلیک زیرو نے تیزی سے اپنا رخ
ل دیا اس سے پہلے کہ وہ مڑتا عمران نے مجرم کا بازو پکڑ لیا لیکن پھر
کی آنکھوں میں ستارے ناچ گئے اس کے جبڑے پر پڑنے والا مکا انتہائی زوردار
اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ مجرم دوبارہ غوطہ لگا گیا لیکن نیچے سے کیپٹن
شکیل نے اسے پکڑ لیا پھر اس سے پہلے کہ مجرم خنجر کیپٹن شکیل کے سینے میں پیوست

ہوتا بلیک زیرو کی لات مجرم کے سینے پر پڑی اور تکلیف کی وجہ سے خنجر اس کے
ہاتھ سے چھوٹ گیا اور کوئی چارہ نہ دیکھتے ہوئے مجرم نے کیپٹن شکیل کی گر
دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی۔ مجرم کے بازوؤں میں بے پناہ طاقت تھی کیپٹن شکیل
دم گھٹنے لگا اس نے گنگی چلانے کے لیے اپنا بازو لہرایا لیکن اس سے پہلے
کہ اس کے گن کا وار مجرم پر پڑتا مجرم کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی عمران کا زوردار
مجرم کی کنپٹی پر پڑ چکا تھا اور دوسرے لمحے بلیک زیرو کی لات بھی اس کی کمر پر لگی اس
کے منہ سے خون بہنے لگا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

تینوں نے اسے سنبھالا اور سطح سمندر پر آ گئے انہیں اپنی طرف ایک سرکاری
لانچ بڑھتی نظر آئی شاید وہ ہیلی کاپٹر کو تباہ ہوتے دیکھ کر ادھر آ گئے تھے وہ
نزدیک پہنچے اور وہ مجرم کو لیے ہوئے لانچ پر سوار ہو گئے۔



دانش منزل کے ہال میں سیکرٹ سروس
کے تمام ممبر موجود تھے۔

ان میں تنویر بھی تھا اب وہ تندرست
صحت مند ہو چکا تھا ابھی کمزوری باقی تھی
تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر کا بلب جل اٹھا اور
جولیا نے جو ٹرانسمیٹر کے پاس بیٹھی تھی تیزی
سے ایک بٹن دبا دیا۔

ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز ابھری۔
ہیلو جولیا، ایکسٹو نے مخصوص لہجے میں کہا
یس سر۔ جولیا نے جواب دیا۔

کیا تمام ممبرز موجود ہیں۔

یس سر۔

او۔ کے ہم لوگ کیس کی تفصیل سننے کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں۔ اس کیس کو حل کرنے کے لئے ہم سب کو بے پناہ کام کرنا پڑا ہے تنویر تو اس سلسلے میں مرتے مرتے بچا۔ بہرحال میری طرف سے اسے نئی زندگی مبارک ہو۔

یہ کیس دراصل بہت الجھا ہوا تھا مجرموں کی تنظیم کا نام "سابولیٹے آگر" تھا۔ سابولیٹا آگر ہسپانوی زبان میں گھونگھے کو کہتے ہیں۔ چونکہ ان مجرموں کا سربراہ ایک ہسپانوی تھا اور دوسرا ان کی آمد گھونگھے کی شکل کی تھی اس لئے انہوں نے اپنی تنظیم کا نام سابولیٹ آگر رکھا ہوا تھا ان کا ہیڈ کوارٹر دراصل ایک یورپی ملک میں ہے ہمارے ملک میں ان کی آمد کا مقصد بہت خطرناک تھا۔ آپ لوگوں کو شاید علم نہیں کہ ہمارا ملک ایک دوست ملک کی مدد سے ہائیڈروجن بم تیار کر رہا ہے ہائیڈروجن بم تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اس منصوبہ کی تمام تفصیلات اور اس دوست ملک کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے کی اصل کاپی اس فائل میں موجود تھی۔ جسے مجرم لے اڑے مجرموں نے ایک نفسیاتی طریقہ اختیار کیا انہوں نے بازار میں بے تحاشہ فائرنگ کی تاکہ ملک میں سنسنی پھیل جائے پھر انہوں نے ایک بنک لوٹنے کی کوشش کی۔ یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ سیکرٹ سروس اور سی آئی ڈی کی توجہ اس طرف ہو جائے کہ یہ مجرم دراصل بنک لوٹنے والے ہیں چنانچہ یہی ہوا ہم سب کی توجہ بنکوں کی طرف منعطف ہو گئی اور وہ اسی دوران فائل لے اڑے مجرموں کا منصوبہ دراصل یہ تھا کہ اس منصوبہ کی تفصیلات حاصل کر کے اس فیکٹری کو اڑا دیا جائے۔ جہاں ہائیڈروجن بم تیار ہو رہا ہے دوسرے اس معاہدے کی تفصیلات اس ملک کو بھیج دی جائیں جس نے ان کی خدمات حاصل کی تھیں وہ ملک نہیں چاہتا تھا کہ ہمارا اس دوست ملک سے کوئی تعلق رہے دوست ملک براہ راست سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس معاہدے کی تفصیلات شائع ہو جانے سے وہ دوست ملک ہماری مدد کرنے سے انکار کر دیتا اور دوسرا اس سے کئی بین الاقوامی پیچیدگیاں پڑ جاتی جو ہمارے ملک کی خارجہ پالیسی کے لئے بے انتہا خطرناک ہوتیں۔

فائل کے چوری ہونے کے بعد میں نے سوچا کہ مجرم فیکٹری کو تباہ کریں گے چنانچہ فیکٹری پر مخصوص انتظامات کر دیئے گئے لیکن مجرم میرے چکر میں پڑ گئے انہوں نے سوچا کہ فیکٹری کو تباہ کرنے سے پہلے ایکسٹو اور اس کی ٹیم کو ختم کر دیں گے تاکہ فیکٹری کو تباہ کرنے سے پیشتر ایکسٹو اور اس کی ٹیم ختم نہ کی گئی تو فیکٹری کو تباہ کرنے میں انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس دوران انہوں نے تنویر کو ہوٹل میں زخمی کر دیا اور صفدر کو لے اڑے سپرنٹنڈنٹ فیاض چونکہ عمران کے فلیٹ آتا جاتا تھا۔ اس لئے انہوں نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بھی اغوا کر لیا۔ انہوں نے سمجھا کہ عمران یا تو خود ایکسٹو ہے یا ایکسٹو کو جانتا ہے اس لئے وہ

عمران کے پاس گئے اور پھر اتفاق سے عمران کیپٹن شکیل جوزف اور صدیقی لدیا کی وجہ سے خود ان تک پہنچ گئے۔

اب میں نے جولیا کو چارہ بنا کر آگے کیا وہ جانتے تھے کہ جولیا عمران کی ساتھی ہے ردیا نے جولیا کو بھی مقامی ہیڈ کوارٹر میں بھجوایا میں جولیا کا تعاقب کرتا ہوا وہاں جا پہنچا۔ وہاں سے بھی مجرم نکل جانے میں کامیاب ہو گئے کیپٹن شکیل نے وہاں سے جس سمجھ بوجھ اور دلیری اور پھرتی کا مظاہرہ کیا۔ وہ قابلِ داد ہے وہاں سے مجرم بھاگ کر اپنی آبدوز میں پہنچ گئے ہم ان کے تعاقب میں وہاں جا پہنچے اور پھر کافی جدوجہد کے بعد ان کے سربراہ کو پکڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے سینے سے بندھے ہوئے ایک واٹر پروف تھیلے میں سے وہ فائل بھی برآمد ہو گئی۔ اور اس کی لاش نذرِ سمندر کر کے دوسرے ساتھی بھی پکڑے گئے اور ردیا اور اس کے غنڈے بھی فیاض نے گرفتار کر لیے اور اس طرح فیکٹری تباہ ہونے کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور کیس ختم ہو گیا۔" کوئی سوال"

سر آپ نے مقامی ہیڈ کوارٹر سے سمندر تک ان کا تعاقب کیسے کیا ہے جبکہ ہم سے پہلے ان کی کار جا چکی تھی۔

کیپٹن شکیل نے سوال کیا۔

یہ ایک جدید طریقہ تعاقب کا نتیجہ تھا جس کی تفصیلات عمران تمہیں بتا دے گا اور کوئی سوال۔



ایکسٹو کی آواز آئی۔

سب خاموش رہے۔

او کے اوور اینڈ آل۔ ایکسٹو کی آواز آنی بند ہو گئی۔ اور ٹرانسمیٹر کا بلب بجھ گیا۔ سب لوگ عمران کے گرد ہو گئے اور عمران انہیں اس ڈبے کے متعلق بتانے لگا جس کی وجہ سے انہوں نے سمندر تک اس کا تعاقب کیا۔

یہ تو جادو کا ڈبہ ہو گیا۔ صفدر نے کہا۔

بالکل۔۔۔ اور یہ اس سامری ۔۔۔۔ جادوگر کی ایجاد ہے۔

عمران نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ اور ایک زوردار قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔